عظمتِ صحابہ و اہلبیت

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

از

شاہ اسماعیل شہید

مکتبہ نذیریہ ○ لاہور

تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی

یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات کا عظیم مرقع

از شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب: مولانا محمد حنیف یزدانی — قیمت -/٣٣ روپے

چراغِ سنّت

از مولانا سید فردوس شاہ صاحب قصوری

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی تائید اور اہل بدعت کی تردید میں

لاجواب کتاب قیمت -/٣٠ روپے

مکتبہ نذیریہ بالمقابل جاوید مارکیٹ
شہید روڈ اچھرہ، لاہور

باسمہٖ تعالیٰ

عظمتِ صحابہ و اہلبیت

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

از

نبیرۂ شاہ ولی اللہ مجاہد غازی شہید فی سبیل اللہ
آیت من آیات اللہ
حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ نذیریہ

لاہور

مطبوعہ :- فالکن پریس لاہور

قیمت : -/۱۰

اقوالِ مصطفیٰ سے بغاوت نہ کیجئے!

مولانا عبدالرحمٰن عاجز

دانا سے انقطاعِ رفاقت نہ کیجئے!
احمق سے دوستی کی حماقت نہ کیجئے

جاں جائے، جائے جادۂ حق ہیں نہ ہے نصیب
باطل کی پیروی کسی صورت نہ کیجئے

اللہ کی معصیت کی سزا کربناک ہے
اللہ کی معصیت کی جسارت نہ کیجئے

افعالِ مصطفیٰ سے محبت ہے گر تمہیں
اقوالِ مصطفیٰ سے بغاوت نہ کیجئے

دنیا کا غم رہے نہ رہے فکرِ آخرت!
اس درجہ بھی کسی سے محبت نہ کیجئے

جب ہو چکے ہیں راہِ محبت میں گامزن
اب دردِ ورنج وغم کی شکایت نہ کیجئے

مشہور آدمی کو کسی دم سکوں نہیں
دل میں کبھی بھی حسرتِ شہرت نہ کیجئے

خوئے نفاق کفر کی فطرت سے بھی بری
اہلِ نفاق سے کبھی قربت نہ کیجئے

مومن کی بات چھوڑیئے مومن کی بات کیا
کافر بھی ہو تو اس سے عداوت نہ کیجئے!

توبہ کے بعد جرم سے جو مجتنب رہے
خوش بخت ہے وہ اس پہ ملامت نہ کیجئے

اغوا و قتل و راہزنی جس کا کام ہو
اس لائقِ سزا سے مروت نہ کیجئے!

یہ دونوں بدترین ہیں اللہ کے حضور
مشرک سے بدعتی سے محبت نہ کیجئے!

یہ فقر تھا حبیبِ خدا کی غذائے روح
عاجزؔ کسی فقیر سے نفرت نہ کیجئے!

(ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور ۸ اگست ۱۹۸۰ء)

مختصر حالات

حضرت شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی شہید بالا کوٹ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے بھتیجے اور شاگرد ہیں۔ حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۹۳ھ دہلی میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ ازاں بعد جملہ علوم فنون میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ورزش، دوڑ، تیراکی نیزہ بازی۔ تیر انگنی۔ شمشیر زنی۔ اور گھوڑا سواری میں بھی کمال حاصل کیا یعنی آپ محض "مولوی" ہی نہ تھے بلکہ مجاہد بھی تھے۔ علامہ اقبالؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان میں صرف ایک مولوی ہوا ہے اور وہ ہے " شاہ محمد اسمٰعیل شہید" آپ نے عربی میں "عبقات" "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" اور رسالہ "اصول فقہ" لکھا۔ فارسی میں منصب امامت، ایضاح الحق الصریح" اور رسالہ یک روزی لکھا۔ اردو میں "تقویت الایمان مع تذکیر الاخوان" نامی کتاب توحید و سنت کے موضوع پر لکھی۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ پاک و ہند میں تقویت الایمان جیسی سادہ، آسان، عام فہم اور مدلل کتاب اتنی تعداد میں چھپی ہے کہ کوئی کتاب اس پر سبقت نہیں لے جا سکی۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جن کتابوں کو پڑھ کر مسلمان ہوئے تقویت الایمان ان میں سرفہرست ہے۔ زیر نظر مضمون تقویت الایمان کے دوسرے حصہ تذکیر الاخوان سے ماخوذ ہے۔ حضرت شاہ اسمٰعیل ۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ بروز جمعتہ المبارک بالا کوٹ میں سکھوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہیں آپکا مدفن ہے۔ اللہ تعالٰے آپ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین

از ناشر ۲۷ دسمبر ۱۹۸۰ء بروز ہفتہ

تبصرے

ہفت روزہ چٹان ۲۴ رمئی ۱۹۷۶ء

مکتبہ نذیریہ لاہور اس اعتبار سے قابل قدر اشاعتی ادارہ ہے کہ اس نے بعض نادر دینی کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ اس ادارے کے مہتمم مولانا محمد حنیف یزدانی پر اللہ تعالےٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ دینی کتب کی اشاعت کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی تالیف ہے۔ شاہ اسمٰعیلؒ نے بالاکوٹ کے علاقے میں جس طرح علم جہاد بلند کیا اور پھر جس طرح اللہ کے راستے میں زندگی نذر کردی اس کی تفصیل سے ہر صاحب علم مسلمان واقف ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں اسی مجاہد نے قرآن مجید اور احادیث کے حوالے سے صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کی فضیلت بیان کی ہے۔ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل اور بڑے سائز میں آفسٹ پر شائع شدہ ہے۔

یہ مکتبہ نذیریہ سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے انسان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے رفقاء گرامی قدر اور اہل بیت کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک مفید کتاب ہے اور ہر ایک مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ رمئی ۱۹۷۶ء

نام کتاب : عظمتِ صحابہؓ و اہل بیتؓ از شاہ اسمٰعیل دہلویؒ

ناشر : مکتبہ نذیریہ لاہور

اِس کتابچہ میں حضور اکرمؐ کے ازواج مطہراتؓ، خلفائے راشدین، حضرات عشرہ بشرہ کے علاوہ شانِ انصار، فضیلتِ اصحابِ بدر اور فضائلِ اہل بیت بیان کئے گئے ہیں جس سے ان حضرات کا مرتبہ اور عظمت دلوں میں راسخ ہوتی ہے۔

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور ۱۴ر جنوری ۱۹۷۷ء

مولانا محمد حنیف یزدانی ایک باہمت اور بھاگ دوڑ کرنے والے عالم دین ہیں۔ ایک عرصہ سے موصوف نے "مکتبہ نذیریہ" کے نام سے ایک تجارتی کتب خانہ قائم کر رکھا ہے جس سے علمی و دینی دنیا کو معتدبہ فائدہ ہوا ہے۔ کتاب "عظمت صحابہ و اہل بیت"، حضرت امام المجاہدین السید محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کی معروف کتاب "تذکیر الاخوان" کا ایک حصہ ہے (یعنی فصل رابع کا) اس میں حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت عظام سے متعلق قرآن و حدیث کے ارشادات انتہائی دلنشیں اور عام فہم تشریح کے ساتھ اکٹھی کی گئی ہیں۔ خاندان ولی اللّٰہی کی علمی وجاہت اور قلم پر کمال قدرت ایک ایک سطر سے ٹپکتی ہے جو بلاشبہ اللہ کی عظیم نعمت ہے۔

ہفت روزہ "الاسلام" گوجرانوالہ ۱۸ر مارچ ۱۹۷۷ء

صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کی عظمت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ یہ وہی پاکباز گروہ ہے جنکی وساطت سے دین ہم تک پہنچا۔ اِس دورِ پُرفتن میں بعض بدبخت لوگ ان کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو کر اللہ تعالےٰ کے غیظ و غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ اہل علم خوب

جانتے ہیں کہ کتاب و سنت میں جا بجا ان کی عظمت کے نقوش موجود ہیں ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے نقوشِ پا کو دلیلِ راہ بنا کر دارین میں فلاح حاصل کی جائے ۔ حضرت شاہ اسمٰعیل دہلویؒ نے کتاب و سنت کی ضَو سے ان کی عظمت کی قندیلیں روشن کی ہیں ۔ یقیناً ایسی کتابوں کا مطالعہ ایمان و ایقان کو جِلا بخشتا ہے ۔ ہم قارئین سے اس کے مطالعہ کی پُرزور اپیل کرتے ہیں ۔

ماہنامہ **سیارہ ڈائجسٹ** لاہور جون ۱۹۷۷ء

مولانا شاہ محمد اسمٰعیل دہلویؒ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں ۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہ کے نبیرہ تھے ۔ مجاہد، غازی اور شہید تھے ۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں ان کا بڑا مقام ہے ۔ دینی خدمات کے سلسلہ میں وہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں ۔ زیرِ تبصرہ کتاب اس عظیم ہستی کی تصنیف ہے ۔ کتاب اپنے موضوع اور اپنے عظیم مصنف کی وجہ سے ایک خاص مقام کی حامل ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے ایسی کتابوں کا مطالعہ ناگزیر اور مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔

ہفت روزہ **اہلحدیث** لاہور ۱۹ مارچ ۱۹۷۷ء

نام کتاب : عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ تالیف : حضرت شاہ اسمٰعیل شہید

ناشر : مکتبہ نذیریہ لاہور

دراصل یہ مضمون حضرت شاہ اسمٰعیلؒ کا ہے ۔ جو تذکیر الاخوان سے ماخوذ ہے ۔ مکتبہ نذیریہ کے بانی مولانا محمد حنیف یزدانی نے علیحدہ کتابچہ کی صورت میں شائع کیا ہے جو کہ عین ضرورت اور حالات کے مطابق ہے ۔ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا اندازِ بیان نہایت سادہ اور دلنشین ہوتا ہے ۔

آپ نے نہایت عمدہ پیرائے میں قرآن و حدیث سے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی فضیلت بیان کی ہے۔ اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اہل بیت سے مراد صرف حضرت فاطمہ ہی نہیں بلکہ ازواجِ مطہرات بھی ہیں۔

کتاب اس قابل ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۷۸ء

یہ کتاب دراصل شاہ محمد اسمٰعیل دہلویؒ کی مشہور کتاب تصنیف "تذکیر الاخوان" سے ماخوذ ہے۔ اور اس کی چوتھی فصل پر مشتمل ہے۔ اس چوتھی فصل میں حضرت شاہ صاحب نے آنحضورؐ کے صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے فضائل خود سرورِ کائنات کی زبانی بیان فرماتے ہیں۔ نیز انصار اور اصحاب بدر اور حدیبیہ کے فضائل اور اہل بیت کے فضائل بھی درج ہیں۔ بالخصوص حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت عائشہؓ کے متعلق آنحضورؐ کے ارشادات ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ تمام مقامات پر شاہ صاحب کے قلم سے تشریحات بھی ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ کے مقام کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان حضرات کو کس قدر محبوب جانتے تھے اور آپ کی نگاہ میں اُن کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ مکتبہ نذیریہ نے یہ کتاب بڑے سائز کے ۱۲۸ صفحات میں چھاپی ہے۔ طرزِ طباعت آفسٹ، کتابت عمدہ، کاغذ سفید۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ
اور
اکابر علمائے دینؒ

برصغیر پاک و ہند میں تجدید احیائے دین کی مساعی کا جائزہ لیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانی تقدم کے بعد خانوادۂ شاہ ولی اللہؒ پر نظر مرکوز ہو جاتی ہے۔ اللہ کے دین کی حفاظت و اشاعت میں سرگرمی، اولوالعزمی، جاں سپاری دیدہ وری، نکتہ رسی اور حکمت بالغہ کا جو منظر یہاں نظر آتا ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔ حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ ولی اللہ نے دین حق کے لئے اپنی شبانہ روز مساعی سے بے نظیر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے دین کے نام پر ہونے والی بے دینی کا تار و پود بکھیر دیا۔ پانی پت کا میدان کارزار سجا کر مرہٹوں کے "رام راج" کے خواب کو ہمیشہ کے لئے پریشان کر دیا۔ امامتِ کبریٰ کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے سیاسیات کو مجتہدانہ شان سے شرعی منہاج پر پیش کیا اور اس سلسلے میں "حجۃ اللہ البالغہ" تصنیف کی اور ابھی "تجدید و تدوینِ علوم و معارف اور تعلیم و تربیتِ اصحاب استعداد" کی منزل طے ہو رہی تھی کہ آپ کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا۔ ولیس کل ما یتمنی المرء یدرکہ

تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

آپ کے جانشینوں نے آپ کے مشن کو شایانِ شان طریقے سے آگے بڑھایا اور تقاضائے وقت کے مطابق اسی قدوسی روح کی نسل سے ایک مرد دحانیت کاملہ لے کر اٹھتا ہے۔ جس کی جامعیت مسلّم، وہ معاً مفسر بھی اور محدث بھی،

فقیہ بھی ہے اصولی بھی، مجاہد بھی ہے اور متکلم صوفی بھی۔ باایں ہمہ سیاسیاتِ شاہ ولی اللہ کا پورا ماہر نظر آتا ہے۔ یہ وہ پاک باز ہستی ہے جس کو اہل بصیرت علامہ شہید شاہ شہید، مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی، عالم نبیل، فاضلِ جلیل، فقید المثیل رحمۃ اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں[1]

آئندہ سطور میں چند مشاہیر اور اکابر علمائے دین کے رشحات قلم اسی عظیم شخصیت کے ضمن میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ اسمٰعیل شہید اور شاہ محمد اسحٰق کو خاص عطیۂ الٰہی قرار دیتے ہوئے یہ آیت قرآنی پڑھا کرتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ[2]

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے۔

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسینؒ اور مولانا محمد تقی خاں صاحب (ہر دو از تلامذہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ) ایک استفتاء کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں۔

اس راقم الحروف نے حضرت ممدوح کو بخوبی دیکھا اور فیوض و برکاتِ ربانی ان کی صحبت سے اور انوارِ ایمانی ان کی مجالسِ وعظ و نصیحت میں پائے۔ اور ہزاروں منکرین، خدائے تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرب اور ہزاروں فاسقین دائم الخمر اور زانی بدکار ان کی صحبت کی برکت سے تائب اور پارسا ہو گئے۔

---

[1] مولانا غلام مصطفیٰ، دیباچہ منصبِ امامت اردو ص ج لاہور ۱۹۴۹

[2] مولانا محمد میاں، مسلمانوں کا شاندار ماضی ج ۲، ص ۱۷۱ طبع لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

حضرت مولانا حافظِ قرآن مجید، ضابطِ احادیث رسول حمید، حاجی الحرمین الشریفین عالمِ ربانی، باعمل، عارفِ معارفِ سبحانی، باخبر غازی و مجاہد فی سبیل اللہ، مہاجر فی محبت رسول اللہ، قامع بنیان شرک اور بدعت، باعث احیائے سنت، حامیِ دین وملت تھے۔ غرضیکہ اپنی جان ومال اور عزت وآبرو کو اس ذات والا صفات نے محض محبت خدا اور رسول میں نثار کرکے رتبۂ شہادت کبریٰ حاصل کیا۔

اللّٰهم اوصله فی درجات رضوانك بفضلك و رحمتك

اے اللہ اپنے فضل اور رحمت سے ان کو اپنی رضامندی کے درجات تک پہنچا دے۔

نزدیک حبیب کے مولانا مرحوم مرتبہ اولیائے کاملین کا سا رکھتے ہیں۔ ان میں اولیائے سابقین کے سے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ شرع شریف کی رو سے خدا کا ولی اور رسول کا مقبول وہی ہو سکتا ہے کہ جس کی صحبت میں خدا رسول کی محبت زیادہ ہووے۔ اور ایمان صیقل پاوے، گناہ چھوٹیں اور عبادت بڑھے۔ اللہ جل شانہٗ کا خوف اور رسول مقبول کی راہ کی محبت دل میں بڑھے۔ دنیا سے بیزاری اور آخرت کے کاموں میں شوق زیادہ ہو، سو یہ سب خوبیاں حضرت مولانا ممدوح کی صحبت میں موجود تھیں اور نیز ان کی مصنفہ کتب میں پائی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کو دیدۂ بصیرت اور نورِ ایمان اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہے وہ دریافت کر لیتے ہیں۔

اکثر آیاتِ قرآنی وارشاداتِ رحمانی واحادیثِ صادقہ حضرت رسولِ مقبولؐ کے مولانا کے حالِ صافی پر منطبق وصحیح مظنون ہیں، مگر بخوف طوالت بعض کو ذکر کرتا ہوں۔

قال اللہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ و

رسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (الآیۃ)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوا، پھر اس کو موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ واقع ہو گیا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِهٖ (الآیۃ)

اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں، مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے عنایت کیا ہے اس پر خوش ہیں۔

الغرض مولانا صاحب کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا اور عالم دیندار متقی اور پرہیزگار اور محدث اور حافظِ قرآن ہونا آفتاب کی مانند ثابت ہے۔

کتبہ العبد المسکین محمد تقی ختم اللہ لہ بالحسنیٰ

محمد تقی خاں   سید محمد نذیر حسین[1]

مولانا محمد تقی صاحب مرحوم اپنی تصنیف لطیف "التنشرو دو معقولاتِ عشر" میں خانوادۂ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب خاتم المحدثین و شاہ عبدالعزیز صاحب اکبر المفسرین و شاہ رفیع الدین صاحب راس المحققین و شاہ عبدالقادر صاحب قدوۃ العارفین و شاہ محمد اسمٰعیل شہید قاطع بنیانِ معاندانِ دین و شاہ محمد اسحٰق صاحب زبدۃ الصالحین و علو خاندانی ایں حضرات علماً و عملاً شہرہ آفاق است و تصنیفاتِ گراں مایہ شان دلیل اول

---

[1] محمد نذیر حسین فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۱۰۶ تا ۱۰۸ لاہور ۱۹۷۱ء

برحقانیت و اختیار مذہب اہل سنت وظہور سنیت ایشان کالشمس فی رابعۃ النہار است و عالمی از فیوضات علمی شان حظ وافر برداشتہ مستعد ادای شہادت سنیت ہے[1]

شاہ ولی اللہ صاحب خاتم المحدثین اور شاہ عبدالعزیز صاحب آخر المفسرین اور شاہ رفیع الدین صاحب رأس المحققین اور شاہ عبدالقادر صاحب قدوۃ العارفین اور دشمنانِ دین کی بنیادوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے شاہ محمد اسمٰعیل شہید اور خلاصۃ صالحین اور اس خانوادۂ ولی اللہی کے علمی و عملی شہرۂ آفاق وارث شاہ محمد اسحٰق صاحب جنکی گراں مایہ تصانیف ان کے صاحبِ حق ہونے پر شاندار دلیل ہیں ۔ یہ سب وہ حضرات ہیں کہ ان کا اہل سنت ہونا اور انکی سنیت کا ظہور آفتاب کی کرنوں سے زیادہ روشن ہے اور ایک عالم ان کے علمی فیوض سے مالا مال ہوا ہے ۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے بارے میں مولانا محمد تقی صاحب مرحوم مزید رقم طراز ہیں :۔

درحق عالمی کہ مہاجر فی سبیل اللہ کشتہ جان و مال و عزت خود را در راہِ خدا و رسول فدا کردہ درجۂ شہادت دریافت و الحب فی اللہ والبغض فی اللہ بالکفار از عادات جبلی او بود و اکثر آیاتِ قرآنی و ارشاداتِ رحمانی و احادیثِ صحیح نبوی برحال و عقائد صافی او منطبق و صحیح مظنون است

قال اللہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مہاجراً الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (الآیہ)

---

[1] مولانا محمد تقی "النشر در ردِ معقولاتِ عشر" مطبوعہ در مطبع حنفی شاہ جہان آباد ۱۲۹۸ھ ص ۴، ۵

شیخ الہند مولانا محمود الحسن مرحوم رقم فرما ہیں

"عالم جلیل، فاضل جلیل، نمونۂ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مولانا الحافظ الحاج مولوی اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام نے جب امور شرک و بدعت کا رواج زیادہ دیکھا تو مولانا ممدوح نے بمقتضائے تائید دین جہاں تک ہو سکا، زبان سے نصیحت فرمائی، تحریروں کی بھی نوبت آئی، چنانچہ رسالہ تقویت الایمان بھی جب ہی لکھا جس میں نصوصِ صحیحہ سے نہایت سلاست کے ساتھ مضامین توحید کو اچھی طرح بیان فرمایا اور قدرت حق تعالےٰ شانہٗ کو جملہ بنی آدم و مخلوقات پر ثابت کر کے اہلِ شرک و بدعت کو ان کے خیالاتِ باطلہ کی خرابی پر مطلع کیا، اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو صحتِ عقائد نصیب ہوئی۔ الخ

مولانا حیدر علی رام پوریؒ تلمیذ شاہ عبدالعزیز و مرید و خلیفہ سید احمد شہیدؒ اپنی تصنیف "نظام الملتہ و دفع العلتہ" میں شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اور حق اس باب میں وہی ہے جو لکھا ہے علامۂ عصر محقق دوراں مصداق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مولوی اسمٰعیل شہیدؒ نے ایضاح الحق میں ...

برعظیم پاک و ہند کے نامور عالم مولانا محمد انور شاہ الکشمیری رقمطراز ہیں

"وکان الشیخ عبدالعزیز یتلو الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق نفع اللہ بھما ھذہ البلاد دار الشیخ محمد اسحٰق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصار رحلۃ الاقطار وصنف الشیخ محمد اسمٰعیل کتباً فی الفرق بین السنۃ والبدعۃ الظلماء فاجلی سنۃ حین کانت امتیت ومات شہیداً۔

اس کا حاصل ترجمہ "القاسم" شوال ۱۳۳۰ھ میں مرقوم ہے۔

"حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر قرآن پاک کی یہ آیت جاری ہو جایا کرتی تھی۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے۔

آیت میں لفظ "اسمٰعیل" کی تقدیم سے واقفانِ حال پر جو کیفیت طاری ہوتی ہوگی، وہ زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے۔ حضرت شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے درس حدیث میں اپنے آپ کو وقف کر دیا اور العلماء ورثۃ الانبیاء کا سچا منظر اہلِ علم کے روبرو پیش کر دیا اور آپ کے درس کو بازگشتِ خلائق اور مرجع انام ہونے کا خلعت قبول نصیب ہوا۔ ہندوستان میں حدیث کا دریا بہا دیا۔ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کو یہ خدمت دوسرے طرز سے عطا ہوئی۔ آپ نے سنتِ مردہ کے احیا میں عیسیٰ النفسی کے جوہر دکھائے۔ توحید و رسالت کے اثبات، شرک و بدعت کے ابطال میں متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اور جانِ عزیز کو راہِ مولا میں نثار کر دیا۔

• عمدۃ الواعظین جامع معقول و منقول مولانا عبدالرب صاحب دہلوی (محرم ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء) ایک استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

مولوی اسمٰعیل شہیدؒ فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ کا حال جو اپنے والد ماجد محمد عبدالخالق مرحوم سے اور دیگر علماء سے سُنا گیا، وہ ایسا نہیں ہے کہ یہ صفحہ قرطاس اس کی تحریر کو وفا کرے (سب) حضرات کو ان کے اشتیاق میں یہی کہتے سُنا۔

وے مومنین الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کی آنکھیں ترستیاں ہیں

اور ان کے وصف قرآن شریف اور حدیث سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہیں۔

ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ

اولٰئک یرجون رحمۃ اللہ و اللہ غفور رحیم ..... الی آخر الایۃ

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ (پ ۲ ع ۱۱)

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے ایک ہم عصر اور سید احمد شہیدؒ کے متوسلین میں سے شیخ فتح اللہ صاحب مرحوم اپنے مشہور و معروف رسالہ "حارق الاشرار" میں آپ کی ایک نظم میں بہت تعریف کی ہے۔

مولانا عزیز الدین مراد آبادی مصنف "اکمل البیان" "مطرق الحدید" شاہ اسمٰعیل شہید کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے مولانا شہید مرحوم کو کمالات کا مجموعہ عطا فرمایا تھا ۔ وہ علم و عمل، اخلاص واخلاق، ذہانت و متانت، دیانت و مروّت، ہمدردی، شجاعت اور بہادری، دلیری میں درمیان اپنے اقران کے ممتاز تھے"

ان کے بارے میں وہ اور بھی بہت کچھ تحریر فرماتے ہیں ۔ مولانا موصوف ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :

" الحق کہ حضرت سید السادات امیر المومنین سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد یکم محرم الحرام ۱۲۰۱ھ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد ربیع الثانی ۱۱۹۲ھ ہر دو مجدّدانِ شریعت بیضاء محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بفضلہٖ تعالےٰ ہندوستان (متحدہ) میں خالص توحید و سنت قائم کرنے والے رسومات شرکیات و بدعات سے روکنے والے، اپنے

اپنے اوائل زمانۂ شباب سے تحریراً و تقریراً اعلاء کلمۃ اللہ میں تا امکان جان و مال، زبان و دل سے سرگرم و مصروف ہونے والے جو بالآخر فی سبیل اللہ جہاد میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لئے درجۂ علیا شہادت سے فائز المرام ہوئے اور اسلام میں اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں ......"

مولانا ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

"حیاتِ شہیدؒ درحقیقت احیائے سنت و اماتتِ بدعت پر مقتضی ہے"۔

مولانا موصوف اپنی تصنیف "اکمل البیان فی تائید تقویت الایمان" میں رقم طراز ہیں۔

"مشاہیر علماء و فضلاء، اتقیاء، تلامیذ شاہ عبدالعزیزؒ و مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ کی تحریرات اور فتاویٰ تقویت الایمان کی صداقت و حقانیت اور مولانا شہید مرحوم کے اوصاف و محامد میں اصلاً و نقلاً قلمیہ و مطبوعہ محفوظ و مشتہر ہیں۔ مثل مفتی عدالتِ عالیہ سلطانیہ سید رحمت علی خانصاحب مولانا نواب قطب الدین خانصاحب، مولانا مملوک علی صاحب مولانا مفتی عنایت احمد صاحب، مولانا سخاوت علی صاحب، مولانا عبدالجلیل صاحب شہیدؒ، مولانا مفتی امام الدین صاحب، مولانا بزرگ علی صاحب، مولانا فضل امام صاحب، مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری مولانا محبوب علی صاحب، مولانا آل حسن صاحب، مولانا انور علی صاحب مولانا احسان کریم صاحب، مولانا سعدالدین صاحب، مولانا رافت علی صاحب، مولانا عبدالخالق صاحب، مولانا خواجہ ضیاء الدین صاحب مولانا اکبر علی خانصاحب، مولانا سید محمد علی صاحب، مولانا محمد احسن

عبدالغنی نانوتوی، مولانا یعقوب علی خانصاحب بریلوی تلمیذ مولانا مملوک علی صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب خلف الصدق مولانا مملوک علی صاحب وغیرہم جنکی تعداد ساٹھ ستر کو پہنچتی ہے......"

مولانا رحیم بخش مصنف "حیات ولی" شاہ اسمٰعیل شہید کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"روز ازل میں جس شخص کی قسمت میں قاطع بدعت ہونا لکھا تھا وہ شاہ عبدالغنی صاحب کے فرزند رشید اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے مولانا محمد اسمٰعیل شہید ہیں۔ جو بیڑہ خدائے ذوالجلال کی توحید پھیلانے اور شرک و بدعت کو ہندوستان سے مٹانے کا جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اٹھایا تھا، خدا تعالے نے آپ کے بزرگ ہاتھوں سے اسے اس درجہ تقویت عطا کی کہ علم توحید کا عظیم الشان پھریرا دہلی کی سرزمین سے بلند ہوکر دور دور کی سرسبز سلطنتوں تک بڑے زور شور سے لہرانے لگا۔"

مولانا محمد جعفر تھانیسری مصنف "سوانح احمدی" و "کالا پانی" میں رقمطراز ہیں۔

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید خلف مولوی عبدالغنی صاحب، نبیرہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے قصص ذلانت و فطانت کے بہت مشہور ہیں۔"

مولانا تھانیسری، سید احمد شہیدؒ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آپ کے بڑے خلیفوں میں مولوی عبدالحیّ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں۔ یہ دونوں بزرگ بمنزلہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کے آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ مولوی عبدالحیّ صاحب کا مزاج بوجہ بردباری

اور وقار حضرت ابوبکرؓ سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ اشدّ و علی الکفار و فجار حضرت عمرؓ سے زیادہ تر مشابہ تھی۔"

"مولوی عبدالحئی صاحب سلوکِ راہِ ولایت اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن میں استاد کامل تھے۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید سلوک راہِ نبوت کے سالکِ کامل اور پورے عامل تھے۔ اس واسطے آپ کے ملفوظات سلوکِ راہ نبوت کا حصہ صراطِ مستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی عبدالحئی صاحب کا لکھا ہے۔"

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ان دونوں ستاروں کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہیں۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے سوانح نگار مرزا حیرت علی دہلوی رقم طراز ہیں:

"شاہ عبدالرحیم نے ایک ایسا بیج بو دیا کہ بعد ازاں آپ کی اولاد کی کوششوں سے وہ پھلا پھولا اور لہلہایا اور آخر شاہ اسمٰعیل شہید کی بیش بہا کوششوں سے اس درخت میں پھل لگا۔ اور الحمد للہ کہ وہ اب تک پھل دے رہا ہے اور ترو تازہ ہے۔"

مولانا شہیدؒ کے وعظ کے اثر و نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے مرزا حیرت لکھتے ہیں:

"مولانا شہید کی تقریر میں جو صفت تھی وہ عجیب تر اور عجیب سحر سے بھری ہوئی تھی۔ لوگ گھروں سے ارادہ کرکے جاتے تھے کہ مولانا شہید کی مخالفت عین وعظ میں کریں گے۔ لیکن سوائے خاموشی کے کسی کو یارا نہ ہوتا تھا۔ سامعین میں سکوت سلطنت کرتا تھا، کیا مقدور تھا کہ وعظ کے بیچ میں کوئی کسی طرف اشارہ بھی کرے۔

"آپ کا کلام جیسا فصیح ہوتا تھا، اسی قدر پُر درد اور پُر تاثیر ہوتا تھا آپ اسلام کے سچے متبع تھے۔ آپکی اصلاح عام تھی نہ امراء کی قید تھی نہ عوام الناس کی، نہ شرفا کی نہ رذیلوں کی، نہ وضع داروں کی نہ بدوضع لوگوں کی اور یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ انسانی ارذل گروہ میں بھی جنکی طبائع میں صلاحیت کا بیج ان کے شنیعہ افعال سے مارا جاچکتا ہے، آپ کا پُر تاثیر وعظ وقتاً فوقتاً اپنا جلوہ دکھا دیتا تھا اور ایسے گمراہ لوگوں کی طرح دل کا مدت کا چڑھا ہوا زنگ مٹا دیتا تھا۔"

"جس شخص کے وعظ میں یہ تاثیر ہو اس سے ناظر یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ اس کا ظاہر و باطن بالکل یکساں تھا اور جو کچھ وہ کرتا تھا صرف خدا کے لئے اس سے نہ اپنی ناموری مطلوب تھی، نہ حصول زر مدعا تھا، نہ کسی کی ضد سے یہ کام کیا جاتا تھا۔"

"حق یہ ہے کہ مولانا شہید کو فطرت سے جن خاص صفتوں کا حصّہ ملا تھا وہ سب ممتاز تھیں اور ان میں خصوصیت کا رنگ ایسا تھا کہ دوسری جگہ کہیں بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔"

واقعاتِ دارالحکومت دہلی کے مصنف مولوی بشیرالدین احمد دہلوی شاہ اسمٰعیل شہید کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"آپ بڑے مشہور، جامع کمالاتِ صُوری و معنوی نکتہ سنج کلامِ الٰہی و حدیث نبوی، عالمِ معقول و منقول تھے۔"

وعظ میں ایسی زبردست اور مدلل تقریر فرماتے تھے کہ لوگوں کے سارے شک دھل جاتے تھے۔ وعظ کے انقلاب آفرین اثرات کے ذیل میں لکھتے ہیں:

(شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئیؒ کے مواعظ سے) لکھو کھا مردم

شاہراہِ ہدایت پر آئے اور شوق ہوا الحق دل میں جم گیا اور جہاد کی افضلیت ذہنوں میں بیٹھ گئی اور خود بخود چاہنے لگے کہ اگر جان و مال راہِ الٰہی میں صرف ہوں تو عین سعادت ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے ممتاز عالم مولانا محمد میاں صاحب مرحوم شہید کا تذکرہ بایں الفاظ کرتے ہیں:

"صداقت مشک ہے۔ مہکنا اس کی فطری خاصیت ہے —— کبھی اوقات باطل کا نافہ اس کو چھپا لیتا ہے، مگر یہ پوشیدگی عارضی ہوتی ہے۔ صداقت کی مہک باطل کے نافہ میں اور تیز ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ خود نافہ باطل جو مشک کی طالب ہوتی ہیں وہ نافہ کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیتی ہیں اور مشکِ صداقت اپنی پوری پاکیزگی سے دل و دماغ کو معطر کرنے لگتا ہے۔ روح کو تازگی بخشتا ہے انسانیت کے لطیف عنصر کو قوت پہنچاتا ہے اور دنیا اس منظر کو برائی العین دیکھ لیتی ہے کہ:

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا o

حق آیا، باطل مٹ گیا۔ باطل اسی لئے ہے کہ مٹے

حضرت اسمٰعیل شہیدؒ کی پاکیزہ صورت اسی فطری رفتار کا ایک نقشہ ہے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی، سر سید احمد خاں اور سید جمال الدین افغانی کے کارناموں کا موازنہ کرتے ہوئے سرسید کے فکری ارتقاء کے ضمن میں لکھتے ہیں:

" سید احمد خان کی عمر ۱۳، ۱۴ سال کی ہوگی جس وقت مولٰنا سید احمد شہیدؒ نے اصلاح و ہجرت کا علم بلند کیا۔ ان کی تحریک کا ایک مقصد یہ تھا کہ پردیسی سمندر پار کرنے والوں کو ہندوستان سے

نکال دیا جاتے۔ ان کی سحر کار آواز ہمالیہ کی چوٹیوں اور نیپال کی ترائیوں سے لیکر خلیج بنگال کے کناروں تک یکساں پھیل گئی سید احمد خاں نے اس تحریک کو بھی بہت قریب سے دیکھا تھا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا خاندان ان کے پیرزادوں کا خاندان تھا۔ شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے وعظوں میں انہوں نے شرکت کی تھی۔ اس تحریک نے ان کے دل ودماغ پر جو اثر کیا اس کا اندازہ آثار الصنادید سے ہوتا ہے۔ جنگ بالاکوٹ (۱۸۳۱ء) کے چودہ سال بعد جب وہ یہ کتاب لکھ رہے تھے تو مولانا شہیدؒ کے تذکرہ پر پہنچکر ان کا قلم وجد کرنے لگا۔ لیکن تحریک کی ناکامی نے ان کے دل کو توڑ دیا اور ان کو خون کے آنسو رلایا"

عالم اسلام کے مایہ ناز مفکر وعالم سید ابوالحسن علی ندوی "دنیائے اسلام کے عبقری" اور مجتہد علماء کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"پچھلی صدیوں کے علماء کے تذکرے اور کتب سوانح پڑھیے سینکڑوں ناموں میں ایک ایسے شخص کا ملنا مشکل ہوگا جس میں عبقری (GENIUS) کے لفظ کا اطلاق درست ہو یا جس نے کسی موضوع پر کوئی نئی چیز پیش کی ہو یا کسی خاص علم میں اس نے گرانقدر اضافہ کیا ہو۔ پچھلی صدیوں میں ہم صرف چند افراد کا استثناء کرسکتے ہیں جو اپنے زمانے کی عام علمی وذہنی سطح سے بہت بلند تھے۔ اور جنہوں نے دینی یا علمی دائرہ میں کوئی بڑا انقلابی کارنامہ یا علمی شاہکار پیش کیا ہو۔ خوش قسمتی سے ان تمام مستثنی افراد کا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے۔ ان میں سے ایک حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) ہیں، دوسرے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) تیسرے ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی (م۱۲۳۳ھ)

چوتھے شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی (م ۱۲۴۶ھ) جنکی کتاب منصب امامت اور عبقات اجتہادی شان رکھتی ہیں۔ اور اپنے موضوع پر بے نظیر۔

"ہندوستان میں وہابی تحریک" کے مصنف ڈاکٹر قیام الدین احمد، مولانا عبدالحیٔ بڈھانوی اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا ذکر کرتے ہوتے لکھتے ہیں:

"یہ دونوں بزرگ اس تحریک کے نہایت اہم سربراہ تھے، دونوں بڑے پلتے کے علماء تھے اور اس زمانہ کے سب سے بڑے ارشاد و تقوٰی خاندان سے متعلق تھے۔ ان کے شمول نے تحریک کی وقعت کو بہت بلند کر دیا اور اس کے بعد کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا۔ سید احمد کے ساتھ ان کی عدیم المثال محبت و رفاقت اور ان کے ساتھ روز افزوں اور تحریک میں جدوجہد ان کے مرتے دم تک جاری رہی۔ ان کے سوانح حیات علیحدہ و مفصل تذکرہ کے متقاضی ہیں"۔

ڈاکٹر موصوف شاہ اسمٰعیل شہید کی تصانیف کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"شاہ اسمٰعیل قلم کے ویسے ہی مردِ میدان تھے، جیسے مطاف جنگ میں تلوار کے سورما"

"تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت" کے مصنف سید ہاشم فرید آبادی، شاہ اسمٰعیل شہید کے لسانی اور قلمی جہاد پر تبصرہ کرتے ہوتے رقمطراز ہیں:

"سید صاحب کی تبلیغ و دعوت کی زبان اور قلم ہی گویا شاہ اسمٰعیل صاحب تھے"

"عینی شہادتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نطق شاہی کی آتش باری نے بہت سی بدعتوں کے قلعے توڑے۔ صدہا مسلمانوں سے اطاعت الٰہی، ترکِ معاصی کا اقرار کرایا۔ بری بری رسمیں چھڑوائیں،

عقد بیوگان کی سنت مردہ ہو گئی تھی پھر جاری ہو گئی۔"

اعجاز الحق قدوسی مصنف "صوفیائے سرحد" و "تذکرہ صوفیائے بنگال" تحریر فرماتے ہیں:

"تاریخ شاہد ہے کہ ملت اسلامیہ جن بزرگوں کے احسانات سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی ان میں سے ایک حضرت شاہ اسمٰعیل شہید بھی ہیں۔ انھوں نے اس وقت آوازِ حق کو بلند کیا جب کہ مغلیہ سلطنت کا آفتاب زوال پذیر ہو چکا تھا۔ اور ہندوستان میں مسلمانوں کی مستحکم حکومت کی بنیادیں متزلزل ہو رہی تھیں۔"

شاہ اسمٰعیل شہید اس عظیم المرتبت خاندان میں پیدا ہوئے جنکا ہر فرد علم و فضل اور زہد و ورع کا ایک ستون تھا اور جسکے خاندان پر یہ مثل صادق آتی تھی کہ:

این خانہ ہمہ آفتاب است

ان کی عمر کا بڑا حصّہ تبلیغ دین، احیائے سنت، اور بدعات کے مٹانے میں صرف ہوا۔ ساری عمر وہ بے خوف و خطر ہو کر حق کو سربلند کرتے رہے۔

انہوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے احیائے دین، رد بدعات اور ترویج سنت کی جو کوششیں کیں وہ ہماری روحانی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ خلوص و للّہیت نے ان کے مواعظ میں یہ تاثیر پیدا کی تھی کہ لوگ جوق در جوق آپ کے مواعظ میں شریک ہوتے تھے۔ دورانِ وعظ میں لوگ خشیتِ الٰہی سے کانپ اٹھتے تھے اور بہت سی آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر رواں ہوتا تھا۔"

مولانا حکیم محمد صدیق مراد آبادی ۱۳۰۹ھ مرحوم تلمیذ و مرید رشید مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے شاہ اسمٰعیل شہید کی خدمت میں فارسی کی ایک

نظم میں شاندار الفاظ میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ (گلستانِ مناقب)

مولانا محمد علی قصوری مرحوم ایم اے کینٹب (مولانا عبدالقادر قصوری مرحوم کے فرزند ارجمند) جو اپنے شبانہ روز پُرخلوص مجاہدانہ کردار کے باعث یاغستان میں جماعتِ مجاہدین کی روحِ رواں تھے، نہایت زیرک، بیدار مغز، جری اور سراپا عمل انسان تھے۔ ان کی زندگی کتاب و سنت کی تعمیل سے عبارت تھی۔ جذبۂ جہاد ان کے رگ وپے میں سرائت کئے ہوئے تھا۔ اسلام کی نشاطِ ثانیہ اور خلافتِ اسلامیہ کا قیام ان کی مساعیٔ جمیلہ کا محور تھا۔

ایک موقع پر جارج روس کیپل، چیف کمشنر آف صوبہ سرحد نے سلسلہ جنبانی کر کے انہیں گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں بلایا اور انہیں بیش قرار پیش کش کرتے ہوئے کہا:

"مولوی صاحب! میں آپ کی تمام مساعی کو دیکھتا رہا ہوں ـــ اور میں نے گورنمنٹ انگریزی سے اس امر کی منظوری لے لی ہے کہ آپ کو کوئی نہایت عمدہ عہدہ دے دیا جائے۔ تاکہ آپکی قابلیت ضائع نہ ہو۔"

مولوی صاحب موصوف نے اس انگریزی پیش کش کو ٹھکرا دیا تو سر جارج نے کہا

"میں آپ کو یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میری آفر کو مسترد کر کے آپ صرف اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ سرکاری رہنمائی سے آپ مسلمانوں کے دوسرے سر سید احمد خان بن سکتے ہیں۔"

مولانا محمد علی صاحب نے اس کا جو جواب دیا وہ ملی غیرت کا مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے ساتھ ان کی قلبی وابستگی کا آئینہ دار اور اس امر کا واضح اعلان ہے کہ مولانا محمد علی صاحب موصوف کی نظر میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ہی سچے ہمدردِ ملت،

مخلص مجاہد اور ملتِ اسلامیہ کے مثالی امام و رہنما تھے۔

مولانا محمد علی صاحب موصوف نے سرجارج سے کہا:

"میں آپ کی عنایت کا مشکور ہوں۔ لیکن میں ہندوستانی مسلمانوں کا دوسرا سرسید بننے کی بجائے دوسرا سید احمد بریلوی یا اسمٰعیل شہیدؒ بننا چاہتا ہوں"

از جناب محمد بشیر صاحب ایم اے

ماخوذ از ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور

۲۵ر جنوری ۱۹۸۰ء

فہرست مضامین

عظمت صحابہ و اہلبیت

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ

اَلفَصلُ الرَّابِعُ

فِی ذِکرِ الصَّحَابَۃِ وَ اَھلِ بَیتٍ رَضِیَ اللہُ عَنھُم

(ترجمہ)

چوتھی فصل: حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں اور حضرت کے اہلِ بیت کے ذکر میں

ف۔ یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے حضرت کے یاروں اور اہلِ بیت کی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

تو جاننا چاہیئے ——کہ

صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے حضرت سے ملاقات کی —— اور وہ مسلمان تھا۔ پھر جب مرا۔ تب بھی مسلمان تھا۔ پھر اگر بہت روز دن صحبت میں رہا تو زیادہ افضل ہے۔ اُن سے جو کم صحبت میں رہے، اور اہلِ بیت کہتے ہیں گھر والوں کو جیسے بیبیاں اور لڑکے لڑکیاں اور بہ سبب لڑکیوں کے داماد اور ناتی ناتنیں، سب اہلبیت میں داخل ہیں بالخصوص اور باندی اور غلام اور جسکو بیٹا کر کے پالا بلکہ سارا کنبہ

جو اپنے طریق پر ہو اور اُن کی اولاد بھی مطلق اہلبیت میں شامل ہیں۔
چنانچہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن اور سعد اور سعید اور ابو عبیدہ اور ابوھریرہ اور انس اور بلال، اور معاویہ اور سوا ان کے سب مہاجر مکہ اور انصار مدینہ کے اور جہاد کرنے والے حضرت کے ساتھ مل کر جو اُحد اور بدر اور حدیبیہ اور خیبر وغیرہ کی لڑائیوں میں حضرت کے شریک تھے بالعموم اور جس مسلمان نے... حضرت سے ملاقات کی اور اسی ملاقات کے عقیدے پر وفات پائی وہ سب اصحاب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ ان کی ثنا اور صفت اور خوبیاں قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔
اُن سے محبت رکھنا اور ان کی راہ پر چلنا ایمان کی علامت اور نشانی ہے پھر جو کوئی ان کو بُرا جانے یا ان کو نہ مانے تو اس نے گویا قرآن و حدیث کا انکار کیا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور بی بی خدیجہ اور حفصہ اور عائشہ اور بی بی زینب اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ اور بی بی جویریہ اور بی بی میمونہ اور بی بی ریحانہ زید کی بیٹی اور بی بی ریحانہ شمعون کی بیٹی اور بی بی ماریہ قبطیہ وغیرہ حضرت کی بیبیاں اور فاطمہ زہرا اور رقیہ اور ام کلثوم حضرت کی بیٹیاں اور علی مرتضےٰ اور حضرت عثمان باحیا حضرت کے داماد اور ام کلثوم وغیرہ حضرت کی نواسیاں اور زید جس کو بیٹا کر کے پالا تھا حضرت نے، اور اسامہ اور ان کا بیٹا وغیرہ اور ان کی اولاد یہ سب رضی اللہ عنہم کلھم اجمعین حضرت کے اہل بیت اور عترت میں داخل ہیں۔ ان کی محبت رکھنا اور ان کے راہ اور روپے کو اختیار کرنا اسلام اور ایمان کے نقصان میں ہے۔ اس واسطے کہ ان کی تعریف اور مدح خصوصاً اور عموماً قرآن اور حدیث سے

ثابت ہے۔

جو شخص معاذ اللہ ان کو بُرا جانے ـــ اس نے گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا پھر اسکا سوائے دوزخ کے کہاں ٹھکانا ہے، اور ظاہر ہے ــ کہ اللہ تعالےٰ جسکا مالک خالق ہے، اس کی محبت رکھنا اور اسکے حکم پر چلنا فرض ہے اور اسکا حکم ہے کہ میرے محبوب رسول مقبول کی محبت رکھو اور اس کے کہنے پر چلو تو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور اطاعت فرض عین ہوئی۔

سو قطع نظر اور دلیلوں سے جس کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہوگی تو وہی شخص اُن سے بھی محبت رکھے گا۔ جن سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبت رکھی تھی اور یہ بے شک وشبہ یقینی بات ہے کہ جو مسلمان حضرت کے ساتھ رہتے تھے اور صلاح و مشوروں میں شریک ہوتے تھے۔ دین مسلمانی کا انہیں کی کوششوں سے جاری ہوا حضرت کے وقت میں اور بعد حضرت کے گویا وہ لوگ پیغمبر کی پیغمبری کے کام میں مددگار تھے۔

اور جو شخص حضرت کے گھر کے تھے، بیبیاں اور اولاد اور نواسے وغیرہ جنکا ذکر اوپر مذکور ہوا، ان سب سے حضرت کو محبت تھی ــ بلکہ سارے مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت تھی تو جسکو حضرت سے محبت ہوگی، وہ ان سب کی بھی محبت رکھے گا پھر ان اصحاب اور اہل بیت کی تعظیم کرے گا اور راہ اور رویۂ ان کا اختیار کرے گا پھر جسقدر اس کو حضرت سے محبت زیادہ ہوگی اسی قدر ان سب سے بھی اس کو محبت زیادہ ہوگی۔

اور جاننا چاہیئے کہ حضرت کے اصحاب یا اہل بیت اگر بُرے ٹھہریں تو مسلمانی کا دین بھی جھوٹا ٹھہرے اس واسطے کہ قرآن اور حدیث مسلمانی کی بنیاد، انہیں کے واسطہ سے پچھلے لوگوں کو پہنچا۔ پھر اگر وہ بُرے تھے تو ان کی بتائی ہوئی قرآن وحدیث کا کیا اعتبار ا ــــ اور جب قرآن وحدیث بے اعتبار ہوگیا تو دین مسلمانی سب جھوٹ ٹھہرا، تو جو شخص ان کو بُرا جانے وہ گویا اپنے آپ کو مسلمان نہیں جانتا اور اپنے ایمان ہی سے انکار کرتا ہے بلکہ دینِ اسلام کا انکار کرتا ہے۔

اصحاب اور اہلِ بیت کی خوبیاں اور بزرگیاں قرآن وحدیث میں بہت مذکور ہیں۔ اس مقام پر کئی آیتیں اور حدیثیں مذکور ہوئی ہیں۔ سچے مسلمان کو عقیدہ درست کرنے کے واسطے اسی قدر بھی کافی ہے ـ سننا چاہیئے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى	(ترجمہ) فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ
وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ	اعراف میں کہ میری رحمت شامل ہے ہر
شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا	چیز کو سو وہ لکھ دوں گا ان کو جو ڈر
لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ	رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ	جو ہماری باتیں یقین کرتے ہیں۔ جو
هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ	تابع ہوتے ہیں اس رسول کے جو نبی
يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ	ہے امی جسکو پاتے ہیں اپنے پاس لکھا
الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ	ہوا توارت اور انجیل میں بتاتا ہے
مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ	ان کو نیک کام اور منع کرتا ہے
وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ	بُرے کاموں سے اور حلال کرتا ہے

وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ	ان کے واسطے سب چیزیں پاک ،
الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ	اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں
وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ	اور اُتارتا ہے ان سے بوجھ اُن
الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ	کے اور پھانسیاں جو ان پر تھیں سو
اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ	جو اس پر یقین لائے اور اس کی
وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ	رفاقت کی اور مدد کی اور تابعدار ہوئے
مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ	اس نور کے جو اس کے ساتھ اُترا
الْمُفْلِحُوْنَ	ہے وہی لوگ پہنچتے ہیں مراد کو“

ف : یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چند میری رحمت سب چیز کو شامل ہے مگر خاص کر کے ان لوگوں کے واسطے وہ رحمت لکھ دوں گا — جو لوگ امی نبی پر یقین لائے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی رفاقت کی کہ ہجرت میں ان کا ساتھ دیا کہ مکہ سے گھر چھوڑ کر حضرت کیسا تھ مدینے کو گئے اور وہ لوگ جنھوں نے مدینہ میں پیغمبر کو جگہ دی اور مدد کی اور قرآن نورانی جو پیغمبر کے ساتھ نازل ہوا ، اس کے تابع ہوئے ۔ اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے حکم پر یقین کرتے ہیں اور اپنے نبی کا حال توریت اور انجیل میں دیکھ کر نبی پر ایمان لائے ، کہ وہ نبی ان کو نیک کام بتاتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے — اور پاک چیزیں حلال بتاتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کہتا ہے اور گناہوں کے بوجھ ان پر لدے ہوئے تھے اور باپ دادا کے رسوم کی پھانسیاں جو ان کے گلے میں تھیں ، سو اتارتا ہے — سو وہ لوگ مراد کو پہنچے کر

جنتی ہوئے۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا حال ہے کہ وہ سب لوگ خصوصاً چار یار ہمیشہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے رفیق رہتے تھے اور زکوٰۃ دیتے تھے اور ہر کام میں خدا کا حکم مانتے تھے اور قرآن کی پیروی کرتے تھے۔ سو وہ اصحاب ایمان دار تھے اور اللہ نے اپنی خاص رحمت ان کے واسطے لکھ دی اور وہ مراد کو پہنچ کر بے شک جنتی ہوئے۔ پھر اب جو کوئی ان کو بُرا کہے ــ اور ان پر طعن کرے تو گویا اللہ کی رحمت پر طعن کرتا ہے اور اس آیت کا مُنکر ہے :-

	(ترجمہ)
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ	"فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انبیاء میں کہ ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے بعد، کہ آخر زمین پر مالک ہوئیں گے میرے نیک بندے"

ف ـ یہ آیت بھی حضرت کے اصحابوں کے حق میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے ہم نے توریت حضرت موسےٰ (علیہ السلام) پر نازل کی۔ اس کے بعد زبور حضرت داؤد پر اُتاری سو پہلے تورات میں اور اس کے زبور میں ہم نے لکھ دیا تھا آگے سے کہ ہمارے اچھے بندے زمین کے وارث و مالک ہو جاویں گے۔

سو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور حضرت علی رضؓ خلیفہ ہوئے تب یہ وعدہ سچا پورا ہوا کہ پورب سے پچھاں تک انھیں کا حکم ساری زمین

کے لوگوں پر ظاہر اور باطن جاری ہوا، اور آخر وقت میں حضرت امام مہدی رض کا بھی یہی دور ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خلیفے اللہ کے خاص بندے صالح تھے۔ پھر جو کوئی ان کو منافق اور فاسق جانے۔ وہ اس آیت کا منکر ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى	(ترجمہ) "فرمایا اللہ صاحب نے
اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى	یعنی سورۂ حج میں کہ وے لوگ
الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ	اگر ہم ان کو مقدور دیں ملک میں
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا	تو وہ قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ	اور حکم کریں بھلے کام کا ــــ اور
الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ	منع کریں برے کام سے، اور
الْاُمُوْرِ ٥	اللہ ہی کے اختیار ہے آخر ہر
(سورۂ حج)	کام کا"

ف: اس آیت سے پہلے آیت قرآن میں اللہ صاحب نے اصحابوں کا ذکر کیا کہ صرف ایمان کے سبب ان کافروں نے مکے سے نکالا، سو ان اصحابوں کی اللہ نے مدد کی۔ پھر اس آیت میں ان کی تعریف کی ـــ کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ زمین پر حاکم ہوں تو نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں یعنی نماز اور زکوٰۃ کو رائج کر دیں اور بھلے کام کا لوگوں کو حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ پھر ان کی نیکی کا دنیا میں جاری رہنا یا نہ رہنا یہ انجام اللہ ہی کے اختیار ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یار مہاجرین خصوصاً چاروں خلیفے جو کام کرتے تھے اور جو لوگوں کو کہتے تھے

وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول تھے اور یہ جو وعدے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا تھا سو پورا کیا کہ زمین پر ان کو حاکم کیا اور پیغمبر کا خلیفہ بنایا۔ پھر انھوں نے جو کام کرنے کو کہا وہ نیک تھا اور جس کام سے منع کیا وہ کام بد تھا۔ پھر اب جو کوئی ان کاموں کو اور حکم کو بُرا جانے ۔ وہ اس آیت سے انکار رکھتا ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى	(ترجمہ) " فرمایا اللہ صاحب نے ،
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ	یعنی سورۂ فتح میں کہ : محمّد
مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	رسول ہے اللہ کا اور جو اسکے
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ	ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ	نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا	ان کو رکوع اور سجدے میں ،
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ	ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ	اس کی خوشی اس کی نشانی انکے
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ	منہ پر ہے سجدے کے اثر سے
مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ	یہ مثال ہے ان کی توراۃ میں
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ	اور مثال ہے انجیل میں جیسے
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ	کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا ۔ پھر
فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ	اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ	پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر ، خوش
بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ	لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلا
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ	دے ان سے جی کافروں کا ۔

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (سورۂ فتح)

وعدہ دیا ہے اللہ نے ان میں سے جو یقین لائے اور کئے بھلے کام مغفرت کا اور بڑے ثواب کا"

ف : یہ آیت اللہ صاحب نے حضرت کی شان میں نازل کی۔ اور اس میں حضرت کے یاروں کے ظاہر و باطن کی خوبیاں بیان کیں ــــ تاکہ مخالفوں پر حجت ہو کہ ایسے لوگ خدا پرست پیغمبر کے رفیق ہیں اور جس کے رفیق و ہم صلاح یار ایسے ہوں گے وہ شخص خود اعلےٰ درجہ کا خدا پرست اور نیکو کار ہوگا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت ایسی خوب ہے کہ اس کے سبب سے لوگ ایسے نیک ہو گئے ــ سو اس آیت میں حضرت کے اصحابوں کی خوبیاں ظاہر ہیں کہ وہ حضرت کے رفیق ہیں اور ساتھ موجود رہتے ہیں اور کافروں پر زور آور سخت ہیں اور آپس میں مسلمانوں پر نرم دل اور رحیم اور ہمیشہ نماز میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے چہروں پر اللہ کا نور ہے سجدے کے سبب سے کہ ہزاروں میں پہچانے پڑتے ہیں ـــ اور باطن کی خوبی یہ ہے کہ یہ سب صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے ہے اور اللہ کا فضل چاہتے ہیں ملک و دولتِ دنیا نہیں چاہتے یعنی نیت ان کی للہ ہے ۔ ریاکار اور تقیہ شعار نہیں ہیں اور نفاق نہیں رکھتے۔

اور سابق سے اللہ تعالےٰ نے توریت میں اور انجیل میں ان کی مثال لکھی کہ جیسے بیج بویا جاتا ہے۔ جب اس سے کھیتی جمتی ہے اور درخت اس کے موٹے اور بڑے ہوتے ہیں تو کھیتی والے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

اور ان کے دشمن ناخوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر پہلے ایک دو مسلمان تھے پھر زیادہ ہوتے گئے اور اسلام کو اصحابوں سے قوت بڑھتی گئی۔ پھر جب اسلام کو قوت ہوئی اور اللہ اور رسول خوش ہوئے اور کافر ناخوش ہوئے۔ اور غصہ میں آئے۔

سو یہ حضرت کے اصحاب اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ایسی ظاہر و باطن کی خوبیوں والے بنائے تاکہ ان کو دیکھ کر کافروں کا جی جلے اور اگر ان اصحابوں سے کچھ گناہ بھی ہوئے تو آخرت میں وہ گناہ معاف ہوکر ثواب عظیم ان کو ملے گا تو وہاں اور بھی زیادہ کافروں کا جی جلے گا جو اُنکے دشمن تھے۔ اصحابوں کو انعام و اکرام ہوگا اور خود وہ کافر دوزخ میں جلتے ہوں گے۔

ہر چند اس آیت میں سب اصحابوں کی تعریف ہے مگر یہ چار باتیں جو بیان کیں کہ:

اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ پیغمبر کے ساتھ رہنا

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ یعنی کافروں پر سخت اور زبردست

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ یعنی آپس میں رحم دل

تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یعنی نماز میں مشغول رہنا

سو یہ چاروں باتیں چاروں خلیفوں میں بالخصوص بھی مخصوص تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر ابتدائے عمر سے حضرت کے ساتھ رہے۔ خصوصاً غار میں ساتھ دیا اور ہجرت میں رفاقت کی اور بعد مرنے کے حضرت کے پاس ایک جگہ پر دفن ہوئے تو اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ کی حقیقت ان پر خوب ثابت ہوئی اور کافروں پر سخت ہونا حضرت عمر کا مشہور و معروف ہے۔ جس

روز یہ مسلمان ہوئے اس روز جماعت سے سب مسلمانوں نے باہر نکل کر نماز پڑھی۔ اس سے پہلے کافروں کے خوف سے نماز چھپ کر مسلمان پڑھتے تھے، ان کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو قوت ہوئی اور کافر ڈر گئے اور ان کی خلافت میں کافروں کے ہزارہا شہروں میں مسلمانوں کا عمل ہوا اور دین اسلام جاری ہو گیا تو اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کا مطلب حضرت عمرؓ میں خوب پایا گیا۔

اور مسلمانوں پر رحم دلی حضرت عثمانؓ کی ظاہر ہے کہ جب اُن پر لوگوں نے بلوہ کیا تو اس وقت دو ہزار غلام مسلح حضرت عثمان کے موجود تھے۔ حضرت عثمان نے اسی وقت ان کو آزاد کیا اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں پر کوئی میرے سبب سے تلوار کھینچے اگرچہ میں جان سے مارا جاؤں۔ چنانچہ وہ سب غلام چلے گئے اور بلوائیوں نے حضرت عثمان کو شہید کیا اور حضرت عثمانؓ نے ان سے مقابلہ نہ کیا تو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا وصف ان میں خوب ظاہر ہوا اور نماز میں مشغول رہنا حضرت علیؓ کا کمال درجے کو پہنچا کہ عین سجدے کی حالت میں شہید ہوئے — تو تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کا بیان ان پر خوب ہوا۔

پھر اگر غور کیجئے تو ہر ایک میں یہ چاروں صفتیں بخوبی تھیں اور نیت سب کی لِلّٰہ فِی اللّٰہ تھی۔

غرض کہ آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے اصحابوں کا ظاہر اور باطن، دونوں نیک تھے — اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ توراۃ و انجیل میں بھی ان کی خوبیاں اور ان کا ذکر بیان ہو گیا تھا۔

اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اصحابوں کو ایسی خوبیوں والا بنایا: اس واسطے کہ تا ان کے سبب سے کافروں کا جی جلے اور کافر غصہ میں آویں ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت کے اصحابوں کی خوبیاں اور نیکیاں اور تعریفیں سُنکر ناخوش ہو وہ کافر ہے اللہ کی درگاہ سے راندا گیا، مردود ہوا۔ سبحان اللہ! جو شیطان اللہ کے پیغمبر محبوب کے دوستوں یاروں سے دشمنی کرے وہ کیوں نہ اللہ کی درگاہ سے راندا جاوے اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی اصحابی سے کچھ گناہ کا کام بھی ہو گیا، تو وہ معاف ہے کس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ۔ معاف کرنے کا :

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْفُقَرَآءِ	(ترجمہ) فرمایا اللہ صاحب نے یعنی
الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا	سورۂ حشر میں کہ غنیمت کا مال ہے
مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ	واسطے ان مفلس وطن چھوڑنے
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ	والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں
وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ	اپنے گھروں سے اور مالوں سے ،
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ	اور ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ	فضل اور اس کی رضامندی اور مدد
تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ	کرنے کو اللہ کی اور اسکے رسول کی
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ	وہ لوگ وہی ہیں سچے اور جو لوگ
هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ	جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر مدینہ
فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً	میں اور ایمان میں ان سے آگے
مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ	سے محبت کرتے ہیں اس سے

عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ	جو وطن چھوڑ آوے ان کے پاس
کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ	اور نہیں پاتے اپنے دل میں
وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ	غرض اس چیز سے جو ان کو ملا
فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	اور اول رکھتے ہیں ان کو، اپنی
	جانوں سے اگرچہ ہو ان کو
(سورۂ حشر)	حاجت اور جو شخص بچایا گیا
	اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ
	ہیں مراد پانے والے"

ف: حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب ایک وُہ لوگ تھے مہاجر جو مکہ سے اپنے گھر چھوڑ کر اور مال دنیا داری سب ترک کر کے صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے فضل خدا کے طالب حضرت کے ساتھ مدینہ کو چلے آئے تھے کہ جہاد کریں گے اور رسُولِ خدا کے مددگار رہیں گے سو اُن کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہی سچے مسلمان ہیں۔ اور ایک اصحاب حضرت کے انصار تھے۔ یعنی وہ لوگ جو مدینہ میں رہتے تھے آگے سے۔ جب حضرت اور حضرت کے یار مکہ سے نکل کر مدینہ کو گئے تو انھوں نے سب کو اپنے گھروں میں رکھا اور کھانا کپڑا دیا اور نہایت خاطر کی اور کمال محبت کی، یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی ان کو مقدم رکھا کہ آپ بھُوکے رہتے اور ان کو کھلاتے اور اپنی حاجت بند کرتے اور ان کو ہر چیز دیتے اور اگر وہ مہاجر مکے والے کہیں سے کچھ پیدا کر کے لاتے تو یہ انصار مدینہ کے خوش ہوتے اور لالچ نہ کرتے۔

چنانچہ بنو نضیر کے یہودیوں کی غنیمت کا مال جب حضرت کے پاس

آیا تو حضرت نے مدینے والے انصار سے فرمایا کہ اگر چاہو تو تم یہ مال لو اور خرچ کرو، اور یہ مکہ کے مہاجرین جو چار برس سے تمھارے گھروں میں بستے ہیں اور تمہارے پاس سے کھاتے ہیں ان کو اسی طرح اپنے پاس رہنے دو اور کھلاؤ، اور صلاح ہو تو میں یہ مال ان مہاجروں کو دوں کہ یہ تم سے الگ اپنے پاس سے کھاویں۔ اس کے جواب میں ان انصاریوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ مال سب انھیں مہاجروں کو دیجئے اور یہ جیسے آگے سے ہمارے پاس رہتے اور کھاتے ہیں ویسے ہی رہا کریں اور ہمارا کھایا کریں۔

سو اللہ تعالےٰ نے دونوں آیتوں میں ان مہاجرین و انصار کی خوبیاں بیان کیں اور تعریف کی اور مہاجروں کے دل کا حال بیان فرمایا کہ وہ لوگ، صرف اللہ و رسول کی مدد کرنے کو اپنا گھر بار مال و متاع چھوڑ کر ساتھ آئے ہیں۔ ان کو اس میں کچھ دنیا کا فائدہ منظور نہیں ــ سو وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور انصاروں کے ظاہر و باطن دونوں کا ذکر کیا کہ وہ مہاجروں سے محبت کرتے ہیں اور باوجود اپنی حاجت کے اپنا مال و متاع مہاجروں پر خرچ کرتے ہیں اور حسد نہیں کرتے اور ان سے لالچ نہیں رکھتے ــ اور جو شخص ایسا ہو کہ اس کو اللہ نے لالچ سے بچایا ہو کہ اپنی جان کے واسطے، لالچ نہ کرے وہ مراد کو پہنچا، اور دین و دنیا کی اس نے فلاح پائی، اور یہ انصار لالچ سے بچے سو انہوں نے فلاح پائی اور مراد کو پہنچے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ	ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے
لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَنْ	یعنی سورۂ حدید میں کہ برابر نہیں
اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ	تم میں جس نے خرچ کیا فتح سے

وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ	پہلے اور لڑائی کی ان لوگوں کا درجہ
دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا	بڑا ہے۔ اُن سے جو خرچ کریں اس
مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا	سے پیچھے اور لڑیں اور سب کو
وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ	وعدہ دیا ہے اللہ نے خوبی کا اور
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝	اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔"

ف : مکہ کے فتح ہونے سے پہلے اکثر مسلمان محتاج اور کمزور تھے۔ اس وقت مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں بڑا فائدہ ہوا، کہ مسلمانوں کی حاجت روائی ہوئی اور کافروں پر دین کا غلبہ ہوا۔ اس واسطے اللہ کے نزدیک ان مال خرچ کرنے والوں کا اور جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا ہے۔

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حال کے مطابق ہے۔ چنانچہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضؓ ہی کے حق میں نازل ہوئی اور جن لوگوں نے بعد فتح مکہ کے مال خرچا اور جہاد کیا وہ کم درجہ والے ہیں اِن پہلوں سے اور بہشتی دونوں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خوبی کا وعدہ دونوں سے وعدہ کیا۔

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے بعضے اصحاب بعضوں سے افضل ہیں سب کا مرتبہ برابر نہیں مگر بہشتی جنتی ہونے میں سب برابر ھیں اگرچہ بہشت کے اعلیٰ درجے میں کوئی ہو اور کوئی اس سے نیچے درجے میں جیسے بادشاہ کے وزیر ہوتے ہیں۔ کوئی فقط وزیر کوئی وزیر اعظم مگر مقرب بادشاہ کے دونوں ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا — کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے درجہ کے برابر کسی اصحاب کا مرتبہ نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : (ترجمہ) "فرمایا اللہ صاحب نے یعنی
وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سورۂ توبہ میں — کہ اور جو لوگ
مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور مدد کرنے والے اور جو ان
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا کے پیچھے آئے نیکی سے ۔ اللہ
عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ہوئے اس سے اور تیار رکھے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ ہیں ان کے واسطے باغ کہ اُنکے
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں اُن
(سورۂ توبہ) میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی"

ف : بدر کی لڑائی تک جو لوگ مسلمان ہوئے وہ قدیم ہیں اور جو لوگ بدر کی لڑائی کے بعد مسلمان ہوئے وے ان کے تابع ہیں اور مہاجر وہ اصحاب جو حضرت کے ساتھ مکہ سے نکل آئے مدینہ کو — اور انصار وہ کہ مدینہ کے رہنے والے تھے اور اُنھوں نے اپنے ہاں جگہ دی تھی اور خاطر داری کر کے رکھا تھا — سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قدیمی اصحابوں کی نیک راہ پر چلے ان سب سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان سب کے واسطے بہشت تیار کر رکھی ہے کہ اس کے باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے — اور یہی بڑی مراد ملنی ہے کہ اللہ راضی ہوا اور بہشت ملے ۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو۔

سبحان اللہ ! کیا بڑا مرتبہ ہے حضرت کے یاروں کا کہ اللہ تعالےٰ خود

قرآن میں خبر دیتا ہے کہ میں ان سے راضی اور خوش ہوا — اور اُن کے واسطے آگے ہی سے بہشت تیار کر رکھی ہے ۔ پھر عجیب خبیث وہ فرقہ ہے کہ جو ان مقبول لوگوں سے ناراض اور ناخوش ہو اور بغض و عداوت رکھے اور پھر بے حیائی سے دعوٰے کرے کہ قرآن پر ایمان رکھتا ہوں :

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى :	(ترجمہ) فرمایا اللہ صاحب نے :
لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ	. یعنی سورہ فتح میں : کہ اللہ
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ	خوش ہوا مسلمانوں سے ، جب
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا	وہ بیعت کرنے لگے تجھ سے ،
فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ	اس درخت کے نیچے پھر جانا
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ	جو ان کے دلوں میں تھا — پھر
وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا	اتارا ان پر چین اور انعام دیا
قَرِيْبًا ۔ (الفتح)	ان کو ایک فتح کے نزدیک "

ف : ایک بار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عمرہ کرنے کے واسطے مکہ کو چلے نزدیک پہنچکر ایک صحابی کو بھیجا کہ مکہ کے لوگوں سے کہہ دیں کہ ہم لڑنے کو نہیں آئے عمرہ کرنے کو آئے ہیں ۔ کافروں نے ان کو مکہ میں نہ جانے دیا تب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمان رض کو بھیجا یہاں خبر اڑی کہ حضرت عثمان کو شہید کیا ، تب حضرت نے اصحابوں سے کہا کہ اب ا ۔ مکہ والوں سے جہاد کرو تو وہاں پر ایک درخت کے نیچے حضرت سے ایک ہزار پانسو بیس اصحابوں نے بیعت کی کہ ہم مکہ والوں سے لڑیں گے اگرچہ مارے جاویں —

سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُن کے حق میں بھیجی : فرمایا کہ اُن سے جنھوں

نے درخت کے نیچے بیعت کی، اللہ راضی ہوا اور ان کے دل کا حال صاف معلوم ہو گیا کہ یہ سچے مسلمان ہیں کہ رسول کے حکم کے بموجب جان دینے کو موجود ہو گئے اور اللہ نے ان کو چین اور خاطر جمعی دی کہ ان کو ایمان جانے کا خوف نہ رہا اور دین میں نہایت مضبوطی ان کو ہوئی اور آئندہ کو ان کو ایک فتح اور ملی چنانچہ اس وعدہ کے بموجب خیبر فتح ہوا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان اصحابوں سے اللہ راضی ہوا ان کے باطن کی صفائی کا حال معلوم کر کے ان کے واسطے چین نازل کیا پھر ان کے برابر کسی امتی کا درجہ کاہے کو ہوگا اور ان کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کلام اللہ میں فرماتا ہے کہ میں ان سے راضی ہوا۔ اور ان کو چین دیا اور سوا ان کے اور کسی کا حال یقینی معلوم نہیں کہ اللہ ان سے راضی ہے یا نہیں!

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:	(ترجمہ) فرمایا اللہ صاحب نے یعنی
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	سورۂ نور میں کہ: وعدہ دیا اللہ
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	نے ان کو جو ایمان لائے تم میں
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ	سے اور کئے ہیں نیک کام کہ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ	البتہ پیچھے حاکم کیا تھا ان کو
مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ	ملک میں جیسا حاکم کیا تھا اُن
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي	سے اگلوں کو اور جما دے گا
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ	ان کو دین ان کا جو پسند کر دیا
مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا	ان کے واسطے ملے گا اُن کو ان
يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ	کے ڈر کے بدلے میں امن میری
بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ	بندگی کرینگے شریک نہ کریں گے

بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ   میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔   اس سے پیچھے سو وہ لوگ ہیں بے حکم

ف : یعنی جو لوگ کہ خدا اور رسول پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے روزہ نماز وغیرہ نیک کام کئے تھے۔ اس سورہ کے نازل ہونے تک ان کو اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا کہ آئندہ کو کئی آدمیوں کو ان میں سے خلیفہ کرے گا اور زمین پر حاکم بناویگا جیسے حضرت داودؑ وغیرہ۔ اگلے لوگوں کو بنی اسرائیل میں خلیفہ اور حاکم کیا تھا اور یہ وعدہ کیا : کہ ان کا دین جو اللہ کو پسند ہے زمین میں اللہ رائج اور جاری کرے گا ، اور جما دے گا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اس وقت میں کافروں سے جو خوف تھا ، اس خوف کے بدلے میں امن و امان ان کو ہوگی کہ چین سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرینگے بے شرک دریا۔

سو یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ — اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے حق میں پورا ہوا اور یہ سب باتیں ان میں پائی گئیں کہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو بھی اس وعدہ میں شامل تھے اور یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ کئی شخصوں کو خلیفہ کرے گا سو ان کو کیا جیسے سابق میں بنی حضرت داودؑ کو بنی اسرائیل میں کیا تھا اور انھیں خلیفوں کے روبرو طریقہ کو اللہ تعالےٰ نے رائج اور جاری کیا اور کافروں اور منافقوں کے خوف سے بالکل امن انہیں کے وقت میں ہوئی اور سب لوگ بے خوف و خطر بے شرک دریا اور بے تقیہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ انکار و یہ اور دین اللہ کو پسند اور مرضی موافق تھا —

پھر اس کے بعد اگر کوئی ناشکری کرے کہ ایسے شخصوں کے خلیفہ ہونے سے اللہ کا احسان نہ مانے اور ان کی خلافت کے حق ہونے کا منکر ہو تو وہ فاسق ہے۔ بے حکم کہ خدا کا حکم نہیں مانتا کہ جس کو خدا نے اپنی طرف سے خلیفہ بنایا ان کو خلیفہ برحق نہیں سمجھا ـــ پھر اس مقام پر اگر کوئی فاسق کہے کہ اس آیت سے امام مہدیؑ کی خلافت مراد ہے اسواسطے کہ وہ ساری زمین پر خلیفہ اور حاکم ہوں گے اور مسلمان ان کے وقت میں بے خوف وخطر اللہ کی عبادت کریں گے ـــ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب ان سے ہے جو اس آیت کے نازل ہوتے وقت موجود تھے اور حضرت امام مہدیؑ اس وقت موجود نہ تھے اور سوا اس کے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کئی شخص کو خلیفہ کرے گا، اور امام مہدیؓ ایک شخص ہیں، وہ اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے۔

پھر اگر کوئی شیعہ کہے کہ اس آیت سے صرف حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد ہے کہ وہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے ـــ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ رضؓ ایک شخص تھے اور یہاں وعدہ ہے کہ کئی شخص خلیفہ ہوں گے تو صرف حضرت علیؓ اس سے مراد نہیں ہو سکتے۔

اور سوا اس کے شیعہ کے نزدیک اس آیت سے حضرت علی رضؓ کی خلافت ہرگز مراد نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی خلافت کے وقت میں ہمیشہ خارجیوں کے ڈر کے مارے تقیہ کر کے اپنا مذہب چھپاتے رہے اور دین خدا کی مرضی کے موافق جیسا ان کو منظور تھا ویسا ان کی خلافت میں رائج اور جاری نہ ہوا، اور اس آیت میں وعدہ

یہ ہے کہ دین خدا کی مرضی کے موافق ان خلیفوں کے وقت میں جاری ہوگا۔ اور یہ تحقیق ہے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں — تو اس صورت میں حضرت علی رضؓ کی خلافت مراد نہیں ہو سکتی — یا یہ کہ — حضرت علی رضؓ نے جو کام اپنی خلافت میں کئے وہی ان کا مذہب اور دین تھا اور اللہ کو بھی پسند وہی رویہ تھا پھر تقیہ کہاں رہا۔

تو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تقیہ نہیں کرتے تھے، اور علاوہ اس کے حضرت علی رضؓ کی خلافت میں ہمیشہ مخالفوں کا خوف رہا، اور مصر اور مغرب کے لوگ ان کے منکر تھے ان سے خوف رہا اور اس آیت میں وعدہ ہے امن کا:

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:	(ترجمہ) فرمایا اللہ صاحب نے
سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى	یعنی سورۂ واللیل میں کہ، اور
الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى	اب بچاویں گے دوزخ سے اس
وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ	بڑے پرہیزگار کو جو دیتا ہے
مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اِلَّا	اپنا مال دل پاک کرنے کو، اور
ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ	نہیں کسی کا اس پر احسان جسکا
الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ	بدلہ دے مگر چاہ کر رضا مندی
يَرْضٰى۔	اپنے رب کی جو سب سے اعلےٰ
(واللیل)	ہے اور البتہ آئندہ کو وہ راضی
	ہوگا —"

ف: یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں اتری، اور سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضؓ مالدار تھے۔ سو انھوں نے

سب اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کر ڈالا اور فقیر و محتاج ہو گئے ۔ چنانچہ چالیس ہزار درہم انہوں نے ضعیف مسلمانوں کی حاجت براری میں، اور مسجد کے واسطے زمین مول لینے میں خرچ کئے اور کافروں کے جو غلام لونڈیاں مسلمان ہو گئی تھیں اور وہ کافر نہایت ان کو تکلیف دے رہے تھے ۔ سو انھوں نے ساٹھ لونڈی غلام مسلمان کافروں سے مول لے کر خدا کی راہ پر آزاد کر دیئے ۔ اور حضرت بلال رض ایک کافر کے غلام تھے اور یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے ۔ وہ مردود ان کو دن بھر دھوپ میں کھڑا رکھتا اور اس پاس ان کے آگ جلواتا اور رات بھر ان پر مار پڑتی اور یہ چلا چلا کر روتے اور یہی کہتے جاتے تھے ۔ خدا میرا ایک ہے حضرت ابوبکر رض نے یہ بات سُنی اس کافر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو سمجھایا ۔ وہ عذاب کرنے سے باز نہ آیا اور حضرت ابوبکر رض سے کہا کہ تمھارا دل اس غلام پر جلتا ہے تو مجھ سے اس کو اپنے غلام نسطاس رومی کے بدلے کہ اسکے پاس دو ہزار اشرفی ہیں مول لے لو ۔ حضرت ابوبکر رض اپنے غلام نسطاس رومی کو اور دو ہزار اشرفیاں اور چالیس اوقیہ اور زیادہ اس کافر کو دے کر حضرت بلال کو مول لے لیا اور اسی وقت پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر آزاد کیا ۔ تب ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ : یہ شخص یعنی ابوبکر جو بڑا متقی، پرہیزگار خدا سے ڈرنے والا ۔ سو اپنا مال صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے اپنا دل پاک کرنے کو لوجہ اللہ فی سبیل اللہ دیتا ہے اور کسی مخلوق کے احسان کے بدلے میں اپنا مال نہیں دیتا اس لیئے کہ کسی کا اس پر احسان نہیں ۔ سو

اس شخص کو ہم دوزخ سے بچادیں گے اور آئندہ کو یہ اللہ سے راضی ہوگا۔
اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضؓ کا اللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بیان کرتا ہے کہ یہ شخص اپنا مال صرف اللہ کی رضامندی کے لئے خرچتا ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا تھا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

"یعنی اب دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا۔"

بوبکر رضؓ کے حق میں فرمایا

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى

اور اب راضی ہوگا ابوبکر رضؓ

اور اسی طرح اور ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

یعنی بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ ہے جو
بڑا پرہیزگار متقی ہو۔"

اور اس آیت میں ابوبکر رضؓ کو فرمایا کہ اَتْقٰی یعنے بڑا پرہیزگار متقی — تو ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ ابوبکر رضؓ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے اور نہایت مکرم اور بزرگ ہیں کہ بعد پیغمبر خدا کے اُنکے برابر کسی کا یہ مرتبہ نہیں ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى :	ترجمہ — فرمایا اللہ صاحب نے یعنی
وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ	سورۂ احزاب میں کہ : اور جو کوئی
لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ	تم میں سے اطاعت کرے اللہ اور
صَالِحًا نُؤْتِهَآ اَجْرَهَا	رسول ﷺ کی اور کرے کام نیک

مَرَّتَيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔	ہم اسکو دیں گے اُسکا اجر دو بار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے روزی عزت کی۔
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا	اے نبی کی عورتو! تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں۔ اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر نہ کہو یہ بات پھر لالچ کرے کوئی جسکے دل میں آزار ہے اور کہو بات معقول! اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت میں نادانی کے اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ۔ اور اطاعت میں رہو اللہ کی ـــ اور رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اس اس گھر والوں سے اور ستھرا کرے تم کو ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہے تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی مقرر اللہ ہے بھید جانتا خبردار

حضرت کی بیبیوں کیواسطے ہر نیکی کا دونا ثواب ہے!

ف : اللہ صاحب نے نبی صاحب کی بیبیوں کو فرمایا کہ تم میں سے جو اللہ اور رسول کی تابعداری کرے اور نماز روزہ ، نیک کام کرے تو اسکو دونا ثواب ملے اور ہم نے اس کے واسطے دنیا اور آخرت میں عزت کی روزی رکھی ہے تم کھانے پینے کی فکر نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے ان بیبیوں کی نہایت بزرگی کی کہ خود ان کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے نبی کی عورتو ! اور فرمایا کہ کسی مرد سے اگر بات کرو تو اُس طرح سے کہو جیسے ماں بیٹوں کو کہے ۔ دب کر نہ کہو منافق اور فاسق لوگ اور کچھ نہ سمجھیں اور بات معقول نصیحت کی کہو جیسے ماں بیٹوں کو کہے اور عزت اور وقار سے اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور سابق کفر کے وقت میں جیسے اپنا آپ عورتیں دکھاتی پھرتی تھیں، ویسے ہی تم گھر سے باہر نہ نکلو اور نماز پر مستعد رہو اور زکوٰۃ دیا کرو ، اور جو حکم اللہ اور رسول کا ہو وہ مانتی رہو، اور اللہ کو مانتی رہو اور اللہ کو یہی منظور ہے کہ نبی کے گھر بھر سے یہ باتیں دور ہو جاویں اور تم پاک صاف رہو کوئی عیب ظاہر و باطن کا تم میں نہ رہے اور جو آیتیں قرآن کی تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ۔ اور جو حدیثیں بیان ہوتی ہیں سو یاد کرو اور یہ جان لو کہ سب بھید اور چھپی باتیں اللہ کو معلوم ہیں ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کی بیبیوں کے واسطے ہر نیکی کا دونا ثواب ہے اور وہ بیبیاں اور دیگر عورتیں ہرگز برابر نہیں ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ ان میں کوئی عیب کی

بات نہ رہے اور ظاہر اور باطن ان کا صاف رہے پھر جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہو۔ پھر کیوں نہ ظاہر اور باطن ان کا صاف رہے ـــ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود اللہ تعالےٰ ان کو ادب سکھانے کو اور تربیت کرنے کو متوجہ تھا کہ خود ان بیبیوں کو خطاب کر کے ادب کی باتیں بتائیں اور اس آیت میں یہ لفظ فرمایا کہ: اے گھر والو! ـــ تو اس لفظ میں سب گھر کے لوگ بیٹے بیٹیاں ناتی اور ناتیاں اور داماد وغیرہ سب لوگ گھر کے شامل ہیں۔

حضرت کی بیبیاں مومنوں کی مائیں ہیں

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: النَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ (احزاب)

(ترجمہ) فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ احزاب میں کہ: نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں"

ف: یعنی جو لوگ مومن ہیں، وہ اپنی جان سے زیادہ نبی کو دوست رکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ نبی اللہ کا نائب ہے اپنی جان اور مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا تصرف چلتا ہے۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی درست نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور نبی کی عورتیں حرمت اور پردہ میں سب مومنوں کی مائیں ہیں۔ اس سبب سے حضرت کی بیبیوں سے نکاح درست نہیں ـــ اور ان کا ادب سب سے زیادہ چاہیئے۔

مسلمانوں کو حضرت ابوبکرؓ کا شکر گذار ہونا چاہیئے!

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوبَكْرٍ۔ (بخاری۔مسلم)	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر زیادہ احسان کرنیوالا مجھ پر سب آدمیوں سے ساتھ رہنے میں اور اپنا مال خرچنے میں ابوبکرؓ ہے

ف: یعنی سب آدمیوں سے زیادہ احسان ابوبکر کا مجھ پر ہے کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ اور ہر امر میں میرا شریک اور مصاحب اور اس نے سب اپنا مال میرے حکم کے بموجب اور میری مرضی کی جگہ خرچ کر ڈالا تو جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب مسلمانوں کے سردار حضرت ابوبکرؓ کے احسان مند ہوئے تو ان سے زیادہ اور کس کا مرتبہ ہے! کہ پیغمبر خدا ان کے شکر گذار تھے تو سب مسلمانوں پر ان کا احسان ہوا۔ سب کو ان کی شکر گذاری کرنی چاہیئے۔

اللہ و رسولؐ کے بعد ابوبکرؓ سے محبّت!

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا	ترجمہ۔ مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ	فرمایا کہ نہیں ہم پر کسی کا احسان مگر
مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ	ہم نے بدلا کر دیا اسکو سولئے
يُكَافِيْهِ اللّٰهُ يَوْمَ	ابوبکر رض کے کہ بدلا دے گا اسکو
الْقِيٰمَةِ مَا نَفَعَنِيْ	اللہ قیامت کے دن نہ فائدہ کیا
مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا	مجھ کو کسی کے مال نے کبھی ، جو
نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ	فائدہ کیا مجھ کو ابوبکر کے مال نے
وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا	اگر میں اور اختیار کرتا کوئی دوست
خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَا	جانی اپنے رب کے سوا تو البتہ
تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا	اختیار کرتا میں ابوبکر ہی کو دوست
اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ	جانی ہاں جان لو کہ رفیق تمھارا
خَلِيْلُ اللّٰهِ ۔	دوست جانی اللہ کا ہے"۔

ف : یعنی حضرت کی عادت شریف یوں تھی کہ اگر کوئی شخص کچھ احسان کرتا تو اُس سے زیادہ اس کا بدلہ اسکے ساتھ کر دیتے ۔ سو فرمایا کہ ابوبکر رض نے جو احسان کیئے اس کا بدلا مجھ سے نہ ہو سکا اس واسطے کہ دنیا میں جتنی نعمتیں ہیں سب قلیل اور فانی ہیں مگر ہاں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسکو بدلا دیگا کہ اس کے پاس کچھ کمی نہیں اور ابوبکر رض نے احسان بھی ایسا ہی کیا کہ کسی سے ایسا کام نہ ہو سکا کہ اس نے سب مال اپنا دین کے کاموں میں میری مرضی کے موافق خرچ کر ڈالا اور محتاج ہو گیا سو جیسا کہ اُس کے مال سے مجھ کو فائدہ ہوا ویسا کسی کے مال سے نہ ہوا ۔ اور خُلّت اس محبت کو کہتے ہیں جو دل کی تہ میں گڑی ہوئی ہو ۔ سو فرمایا : کہ ایسی محبت مجھ کو اللہ ہی کی ہے کہ اُس میں اور کسی کی گنجائش نہ

رہے ، اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو ایسی محبت میں ابوبکر ہی سے رکھتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اللہ تعالےٰ کی محبت کے ۔ حضرت ابوبکر کی محبت جسقدر رکھے اتنی کسی کی محبت نہ تھی تو ہر مسلمان کو چاہیئے کہ سوائے اللہ و رسول کی محبت کے حضرت ابوبکر کی محبت جسقدر رکھے اتنی کسی کی محبت نہ رکھے ، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کے برابر کسی کو روز قیامت کے ثواب بے انتہا نہ ملے گا۔ کہ حضرت نے ان کا احسان اللہ کو سونپا اور اللہ کے ہاں کچھ کمی نہیں۔

امّت میں سب سے بہتر ——— ابُوبکر رضؓ

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَ خَیْرُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ترمذی نے کہ نقل کیا عمرؓ نے کہ ابوبکر سردار سب کے اور بہتر سب سے ہیں اور ہم سب سے زیادہ دوست ہیں رسول خدا صلعم کے نزدیک۔"

ف : حضرت عمرؓ خود حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں لوگوں کو ترغیب دلانے کو فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا جسقدر ابوبکر رضؓ کو چاہتے ہیں اتنا کسی کو نہیں چاہتے تو ابوبکر ہم سب کے سردار ہیں اور سب سے بہتر ہیں ۔ اس سے دریافت ہوا کہ حضرت ابوبکر رضؓ سب امت کے سردار سب سے بہتر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مرتبہ

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ بَیْنَ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَیْلَۃٍ ضَاحِیَۃٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ رض۔

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکر و عمر میں لکھا ہے کہ ذکر کیا کہ رزین نے کہ نقل کیا بی بی عائشہ رض نے کہ ایسا اتفاق تھا کہ سر پیغمبر خدا صلعم کا میری گود میں تھا چاندنی رات میں ناگاہ میں نے کہا: اے رسولِ خدا — بھلا ہوویں گی کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کی گنتی کے برابر۔ فرمایا: ہاں عمرؓ کی۔ میں نے کہا۔ کہاں گئیں نیکیاں ابوبکرؓ کی۔ فرمایا سب نیکیاں عمرؓ کی، جیسے ایک نیکی ابوبکر رض کی نیکیوں میں سے ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عمر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تھے تم سے پہلے

فَاِنْ يَكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ۔	امتوں میں ایسے لوگ جن کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور نیک بات ان کے دلوں میں پڑ جاتی تھی۔ سو اگر ہوگا میری اُمت میں کوئی بھی تو وہ عمر ہے۔"
(مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ)	

ف: یعنی حضرت عمر کا یہ مرتبہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کے دل میں نیک بات پڑ جاتی ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ (ترمذی)	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عمر میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر تو خطاب کا بیٹا عمر ہی ہوتا۔"
اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَا اِنَّكَ اِنْ قُلْتَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا۔ کہ عمرؓ نے کہا: ابوبکر کو: اے سب سے بہتر بعد رسول صلعم کے!۔ تو فرمایا ابوبکر نے سن رکھو کہ تم نے تو ایسا کہا پھر البتہ میں نے سنا پیغمبر خدا

عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ رض	صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
(ترمذی)	کہ نہ چمکا سورج کسی آدمی پر جو بہتر
	ہووے عمر رض سے "

ف: یعنی حضرت عمر رض نے حضرت ابوبکر رض سے کہا: سولئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تم سب سے بہتر ہو۔ تب حضرت ابوبکر رض نے حضرت عمر رض کو کہا کہ مجھ کو سب سے اچھا بتاتے ہو، اور میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس آدمی پر کہ سورج چمکتا ہے ۔ یعنی جو آدمی دنیا میں پیدا ہوا ۔ عمر رض سے کوئی بہتر نہ ہوا، یعنی حضرت عمر رض تمام دنیا کے لوگوں سے بہتر ہیں سوا پیغمبروں کے!

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ دینی علم عمر رض کو تھا

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عمر رض
عُمَرَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ	میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے
اللّٰہِ صَلعم یَقُوْلُ بَیْنَا	ذکر کیا کہ ابن عمر رض نے نقل کیا
اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ	کہ میں نے سنا رسول صلعم سے
لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ	فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ
لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ	میں سوتا تھا مجھ کو ملا ایک قدح
اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ	دودھ کا سو میں نے اتنا پیا کہ مجھ
فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ	کو معلوم ہوا کہ اسکی تازگی نکلتی ہے
قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا	میرے ناخونوں میں سے پھر میں نے
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	دیا اپنا بچا ہوا خطاب کے بیٹے عمر رض

وَسَلَّمَ) قَالَ الْعِلْمُ۔ | کو۔ اصحابوں نے عرض کی تو کیا تعبیر

(بخاری و مسلم) | کی اس کی یا رسول اللہ؟ فرمایا: علم

ف: یعنی حضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ قدح بھر دودھ تھا کہ اس میں سے حضرت صلعم نے خوب پیا اور باقی رہا سو عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ اصحابوں نے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت نے فرمایا کہ دودھ جو تھا۔ سو علم تھا کہ مجھ سے جو بچا وہ عمر نے پیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جس قدر علم دینی حضرت عُمَرؓ کو تھا۔ اس قدر کسی کو نہ تھا۔

حضرت عمرؓ کی زبان سے حق بات نکلتی تھی!

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ (مشکوٰۃ باب مناقب)

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے حق عمرؓ کی زبان پر اور دل پر"

ف: یعنی حضرت عمرؓ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے اور جو بات ان کے دل میں آتی ہے وہ بھی حق ہی ہوتی ہے۔ اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف نہ ان کی زبان سے نکلے۔ نہ ان کے دل میں پڑے۔

بہشت میں حضرات شیخین کا مرتبہ

وَاَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاؤْد ـــ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّةِ لِیَتَرَاءُوْنَ اَھْلَ عِلِّیِّیْنَ کَمَا تَرَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاَنَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعَمَا۔

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ و عمرؓ میں لکھا ہے کہ شرح السنہ میں ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوسعید خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شبہ بہشت والے لوگ البتہ دیکھیں گے علیین والوں کو جیسے تم دیکھتے ہو نہات چمکتے موتی سے جھلکتے تارے کو آسمان کے کنارے میں اور مقرر ابوبکرؓ اور عمرؓ علیین والوں میں سے ہیں" اور زیادہ ہوتے ہیں!

ف : یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا بہشت میں ایسا مرتبہ ہوگا کہ ـــ اور بہشت والے اُمتی ان کو وہاں ایسے دیکھیں گے جیسے چمکتے روشن تارے کو، زمین والے دیکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کا مرتبہ بہشت میں ہوگا۔

اَخْرَجَ اِبْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِیٍّ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ و عمرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ابن ماجہ نے کہ علیؓ نے نقل کیا کہ

اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا	انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا
کُہُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ	صلعم نے کہ ابوبکر و عمر دونوں
الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا	سردار ہوں گے عمر رسیدہ
النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ	بہشتیوں اگلوں اور پچھلوں کے
(ترمذی)	سوا نبیوں اور پیغمبروں کے"

ف : یعنی جو شخص دنیا میں عمر رسیدہ ہو کر مرا ، اور وہ بہشتی ہوگا — تو بہشت میں ان سب کے سردار حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہوں گے۔ تو جب عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہوئے تو نوجوانوں کے سردار بدرجہ اولیٰ ہوں گے۔ غرض کہ مطلب یہ ہے کہ سب بہشتیوں کے سردار یہی دونوں ہوں گے۔ سوا پیغمبروں کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے برابر کسی کا مرتبہ نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں !

ابوبکرؓ و عمرؓ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے !

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب
• حُذَیْفَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ	ابوبکرؓ و عمرؓ میں لکھا ہے، کہ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	حذیفہ رضؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ
اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ	میں نہیں جانتا کہ کب تک میری
فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ	زندگی ہے تم میں تو متابعت اور
مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْبَکْرٍ رضؓ	پیروی کیجیو ان کی جو میرے بعد ہوں
وَّعُمَرَ رضؓ	گے ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ

ف : یہ جو حضرت نے لوگوں سے فرمایا کہ بعد میرے ابوبکرؓ و عمرؓ کی راہ پر چلیو اور ان کا کہا مانیو — تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت دین کے کام میں اور بندوبست کے مقدمہ میں اور امت کی خیرخواہی اور صلاح میں اللہ کا مقبول بندہ جیسا ان دونوں کو جانتے تھے اور کسی کو نہیں جانتے تھے

فضیلتِ عثمان رضہ

حضرت عثمان رضہ پیغمبر خدا ص کے رفیق تھے

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَیْدِ اللہِ — قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَرَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ عُثْمَانُ۔ (مشکوٰۃ باب مناقب عثمان)	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمان رضہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبیداللہ کے بیٹے طلحہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنی بہشت میں عثمان رضہ ہے "

ف: یعنی ہر پیغمبر کے ساتھ رفیق ہوا کرتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ساتھ ہوتے ہیں۔ سو ایسا رفیق میرا عثمان ہے کہ جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ اِلَی النَّبِیِّ صلعم بِاَلْفِ دِیْنَارٍ فِیْ کُمِّهٖ حِیْنَ جَهَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِیْ حِجْرِهٖ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صلعم یُقَلِّبُهَا	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمان رضہ میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ سمرہ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے نقل کیا کہ لائے عثمان رضہ نبی صلعم کے پاس ہزار اشرفی اپنی آستین میں رکھ کر جب سامان درست کرتے تھے فقر کے لشکر کا۔ سو

فِيْ حِجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔	ڈال دیں وہ اشرفیاں حضرت کی گود میں تو دیکھا میں نے نبی صلعم کو کہ نیچے اوپر کرتے تھے ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اور فرماتے

تھے کہ نہ ضرر کرے عثمان کو جو کچھ کرے وہ آج کے بعد اور یہ فرمایا دو بار۔"

ف: یعنی حضرت عثمان نے ایسا بڑا نیک کام کیا کہ وہ کام اللہ کے نزدیک ایسا مقبول ہوا کہ حضرت عثمان رض سے اگر آئندہ کوئی گناہ بھی ہو جاوے تو معاف ہے اس گناہ سے عثمان رض کو کچھ ضرر نہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گناہ بھی حضرت عثمان رض سے ثابت ہو تو بھی حضرت عثمان رض پر طعن درست نہیں۔ اسواسطے کہ اگر گناہ ہوا ہوگا تو معاف بھی ہوا ہوگا۔ پھر اس پر طعن کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص بیمار ہو کر اچھا ہو گیا پھر کوئی احمق اس کو بیمار کہے۔

حضرت عثمانؓ حق پر تھے

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ	(ترجمہ، مشکوۃ کے باب مناقب عثمان رض میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ کعب کے بیٹے مرہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلعم سے جب وہ ذکر کرتے تھے فسادوں کا۔

مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا	سو نزدیک بتایا ان فسادوں کو،
يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى	پھر نکلا ایک مرد سر پہ اوڑھے
فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ	ہوئے کپڑا تو فرمایا حضرت نے
عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ قَالَ	کہ یہ شخص اس دن نیک راہ پر
فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ	ہوگا۔ سو میں اُٹھ گیا اُسکی طرف
فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ	تو معلوم ہوا کہ وہ عثمانؓ ابن عفان
(ترمذی)	تھے کہا کہ پھر سامنے کیا میں نے
(ابن ماجہ)	منہ عثمان رضؓ کا اور پوچھا میں نے کہ
	یہ شخص ہے فرمایا کہ ہاں!"

ف : یعنی ایک روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصحابوں کے رُوبرُو آئندہ کا حال بیان کرتے تھے کہ آئندہ کو اُمت میں ایسے ایسے فساد ہوں گے اتنے میں حضرت عثمان رضؓ اس راہ پر ہوکر نکلے تو حضرت نے ان کیطرف بتلا کر فرمایا کہ یہ شخص ان فسادوں کے وقت میں راہ پر یعنی حق پہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعد حضرت کے جو فساد ہوا حضرت عثمان رضؓ کے وقت تک اس میں جو حضرت عثمان رضؓ کا رویہ تھا خصوصاً جس میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اس فساد میں حضرت عثمانؓ حق پر تھے اور بلوے والے ناحق پر ـــ کہ عثمان رضؓ کو شہید کیا۔

حضرت صلعم نے عمرؓ و عثمانؓ کو "شہید" فرمایا:

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	ہؤلاء الثلاثۃ میں لکھا ہے کہ بخاری

سَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَ	نے ذکر کیا کہ انس رضؓ نے نقل کیا ــــ کہ
اَبُوْبَکْرٍ وعُمَرُ وَ	پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم چڑھے
عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِھِمْ	اُحد پر اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور
فَضَرَبَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ	عثمانؓ، سو ہلا وہ پہاڑ ان کے
اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا	سبب تو مارا حضرت نے اس کو
عَلَيْكَ نَبِیٌّ وَّصِدِّيْقٌ	اپنے پاؤں سے پھر فرمایا ! ٹھہرا رہ
وَّشَهِيْدَانِ	اے اُحد ! تیرے اوپر تو صرف ایک
	نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں

ف : شہید اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کا نہایت عاشق ہو اور اللہ کے دیدار کے شوق میں اور اللہ کی رضامندی کے واسطے اللہ کی راہ میں اپنا مرنا نہایت سہل جانتے بلکہ آرزو رکھے ــــ سو حضرتؐ نے عمر و عثمان کو شہید فرمایا ۔ چنانچہ بعد حضرت کے یہ دونوں ظاہر میں بھی شہید ہوئے ۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق فرمایا اور صدیق کا مرتبہ بعد پیغمبر کے مرتبے کے ہے اور صدیق سے اُونچا سوائے پیغمبر کے کسی کا مرتبہ نہیں !

حضرتؐ کے یار دین کے رواج دینے والے تھے !

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ جَابِرٍ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ،
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	ہُوْلَا الثلثۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ	نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ
اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ	پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ دکھلائی
كَاَنَّ اَبِیْ بَكْرٍ نِيْطَ	دیا خواب میں آج کی رات ایک

عُثْمَانَ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَقُمْنَا	نیک آدمی کو کہ گویا ابوبکرؓ بیٹے ہیں
قُمْنَا مِنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	رسولِ خدا صلعم سے اور لپٹے ہیں
صلعم قُلْنَا الرَّجُلُ	عثمان عمر کو، کہا جابر نے پھر
الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ	جب ہم اٹھ گئے رسول اللہ صلعم
صلعم وَ اَمَّا نَوْطُ	کے پاس سے ہم نے کہا کہ نیک
بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ	آدمی نے جو دیکھا تو خود رسول اللہ
وُلَاةُ الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ	صلعم ہیں اور لپٹنا ایک کا دوسرے
بِهٖ نَبِيَّهٗ صلعم۔	کو سو وہ لوگ سربراہ کار ہیں اس
(ابوداؤد)	کام کے جس واسطے بھیجا ہے اللہ
	نے نبی کو۔"

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین رض نبوت کے کام میں سربراہ کار اور منصرم تھے اور دین کے رواج دینے والے!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علوِّشان

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔	(ترجمہ) بخاریؒ و مسلمؒ نے ذکر کیا۔ کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے نقل کیا، کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضؓ کو کہ تو میرا ایسا ہے جیسے ہارونؑ تھا موسیٰؑ کا مگر نہیں ہے کوئی پیغمبر بعد میرے!"

ف: یعنی حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت ہارونؑ کا جیسا علاقہ تھا آپس میں بھائی تھے اور عالم کی ہدایت کرنے میں شریک تھے ویسے ہی اے علی رضؓ — تم میرے ہو مگر تم میں اور ہارونؑ میں اتنا فرق ہے کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور اگر میرے بعد اور بھی کوئی پیغمبر ہوتا تو تم میں اور ہارونؑ میں فرق نہ تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علی رضؓ میں استعداد اور لیاقت پیغمبری کی بالقوۃ تھی جیسے حضرت عمر رضؓ میں — اس حدیث سے کوئی شخص تقدیم و تاخیر کا مضمون نہ سمجھے اس واسطے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسےٰ کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کی زندگی ہی میں حضرت موسیٰؑ سے ۴۰ برس پہلے ان کی وفات ہوئی تھی۔

حضرت علیؓ کی محبت ایمان کی نشانی ہے!

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زِرِّ بْنِ	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ زر بن حبیش

حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَ	نے نقل کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے
الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَ	فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس نے چیر
بَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لِعَھْدَ	نکالا دانہ اور پیدا کیا خلق کو مقرر
النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ صَلَّی اللّٰہُ	مجھ سے قول کیا نبی اُمّی نے کہ مجھ کو
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا	دوست وہی رکھے گا جو مسلمان ہوگا
یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّ لَا	اور مجھ کو دشمن وہی رکھے گا۔ جو
یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔	منافق ہوگا۔“

”جسکا میں دوست ہوں علی بھی اُسکا دوست ہے“ حضورؐ کا فرمان :

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ ارقم کے
بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی	بیٹے زید نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسکا
کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ	ہوں میں دوست تو علی بھی اس کا
مَوْلَاہُ۔	دوست ہے!“

ف : یعنی جو شخص مجھ سے دوستی رکھے اور محبت رکھے اس کو لازم ہے کہ علی کی بھی دوستی رکھے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے کہ جیسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مسلمان کو رکھنا چاہیئے۔ ویسے ہی علی کی بھی محبت رکھنا چاہیئے۔ فرق اتنا ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور یہ نہ تھے!

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍؓ	(ترجمہ) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انس رضی
قَالَ کَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ	اللہ عنہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِيَ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ۔ (ترمذی)

کے پاس ایک چڑیا پکی ہوئی تھی تو دعا کی کہ اے اللہ بھیج میرے پاس جو زیادہ دوست ہو تیرا سب مخلوق سے کہ وہ کھائے میرے ساتھ اس چڑیا کو سو آئے علی رض پھر کھائی حضرت نے وہ چڑیا ان کے ساتھ

پیغمبرِ خدا حکمت کا گھر اور علیؓ اسکا دروازہ!

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ علی رض نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہوں گھر حکمت کا اور علی رض اس کا دروازہ ہیں۔

پیغمبرِ خدا کو علیؓ سے کمال محبت تھی

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ

(ترجمہ) ذکر کیا ترمذی نے کہ بی بی ام عطیہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ایک لشکر کہ اس میں علی رض بھی تھے۔ سو میں نے سُنا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے کہتے تھے کہ اے اللہ مجھ کو موت نہ دیجیو جب

حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا ۔ تک نہ دکھائے تو میرے تئیں علیؓ کو

ف : یعنی علیؓ کو خیر و عافیت سے پھیر لائیو کہ میں اس کو صحیح اور سالم دیکھوں اِن حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو علیؓ سے کمال محبت تھی اور وہ نہایت مقبول بندے اللہ کے تھے ۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ	(ترجمہ) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ام سلمہ
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	نے نقل کیا کہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ	وسلم نے فرمایا کہ جس نے برا کہا علیؓ کو
عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ ۔	اس نے بُرا کہا مجھ ہی کو"

خارجیوں اور رافضیوں ــــ دونوں کا ایمان تباہ ہے

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ	(ترجمہ) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے
قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِيْسٰى	نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ میں مشابہت ہے
اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا	کچھ عیسٰے علیہ السلام کی کہ بغض کیا
اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى	یہودیوں نے ان سے اس قدر کہ
حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ	بہتان کیا ان کی ماں پر اور دوستی رکھی
الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ يَهْلِكُ	ان سے نصارٰی نے اسقدر کہ پہنچایا
فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ	ان کو ایسے مرتبہ تک کہ وہ مرتبہ ان کا
يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ	نہ تھا ۔ پھر فرمایا علیؓ نے کہ تباہ
وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ	ہوں گے میرے مقدمہ میں دو شخص :

عَلَى اَنْ يَبْهَتَنِيْ ـ دوستی رکھنے والا حد سے زیادہ کہ مدح کرے گا میری ایسی کہ وہ بات مجھ میں نہیں اور بغض رکھنے والا کہ باعث ہوگی اسکو عداوت میری اس بات پر کہ بہتان باندھے مجھ پر ۔

ف : یعنی حضرت عیسیٰؑ کا سچا مرتبہ یہی تھا کہ وہ پیغمبر تھے اور بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے غیبی روح سے پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کو نصاریٰ نے حد سے زیادہ دوست رکھا کہ ان کو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور ان سے منتیں مرادیں مانگنے لگے اور یہودیوں نے ان سے عداوت رکھی اور ان کی ماں بی بی مریم پر بہتان باندھا اور ان کو جھوٹا بتایا ، اور ان کی پیغمبری کا انکار کیا سو ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضؓ کو فرمایا کہ تمھارا اور عیسیٰ مسیح کا اس مقدمہ میں ایک حال ہے کہ تم سے بھی بعضے لوگ بغض و عداوت رکھیں گے اور تم پر بہتان باندھیں گے اور بعضے لوگ تم سے حد سے زیادہ دوستی رکھیں گے اور ایسا مرتبہ تمھارا بیان کریں گے جیسا نہیں ہے ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک لوگوں نے حضرت علی رضؓ پر بہتان باندھا ۔ کہ یہ مسلمان نہ تھے اور دنیا کے طالب تھے کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر خدا کی بی بی حضرت عائشہ رضؓ کی ہتک حرمت کی اور انہیں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا اور خلیفۂ برحق ابوبکر صدیق رضؓ سے کئی مہینے تک باغی رہے اور ناحق مسلمانوں سے فساد کئے اور پنچائت بد کے پنچائت سے پھر گئے اور وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنا مذہب چھپاتے تھے ۔ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور تھے ۔ اور ایک لوگوں نے حضرت علی رضؓ سے حد سے زیادہ محبت کی اور ایسا مرتبہ ان کا بیان کیا جو ان میں نہ تھا مثلاً

یوں کہا کہ پیغمبری اللہ کی طرف سے پہلے حضرت علی رضؓ ہی کو اتری تھی مگر جبرئیل نے پیغمبرؐ کو وحی پہنچا دی۔ بلکہ خود خدا علی رضؓ کے بھیس میں تھا اور علی رضؓ کا مرتبہ پیغمبر کے برابر ہے اور یا حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ سے بھی زیادہ اُن کا مرتبہ ہے اور روز محشر کو حضرت علی رضؓ جس کو چاہیں گے بہشت کو بھیجیں گے اور جس کو چاہیں گے دوزخ میں ڈالیں گے اور مشکل کشا ہیں اور جس کو حضرت علی رضؓ سے محبت ہو وہ کیسے ہی بُرے کام کرے اس سے حساب کتاب نہ ہوگا، وہ خود بہشتی ہے۔ سو خود حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ دونوں طرح کے شخص تباہی میں آ گئے اور ان کا ایمان تباہ ہو گیا کہ میرے مرتبہ سے کم ۔۔۔ یا زیادہ جانا، اور یہ جو سچا مرتبہ تھا کہ حضرت علی رضؓ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور اللہ کے مقبول بندے تھے اور پیغمبر خدا صلعم کے محبوب تھے سو اس مرتبے میں کمی بیشی کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خارجیوں اور رافضیوں دونوں کا ایمان تباہ ہے اور اہلسنت کا عقیدہ خود حضرت کے فرمودہ بموجب روبراہ ہے

علی رضؓ کا دوست خدا کا دوست ہے!

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ	(ترجمہ) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ براء
عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ	بن عازب اور ارقم کے بیٹے زید
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ	علیہ وسلم جب اترے غدیر خم میں
اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رضؓ فَقَالَ	پکڑا ہاتھ علی رضؓ کا۔ پھر لوگوں سے
اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَ اَنِّيْ	فرمایا کہ کیا نہیں جانتے ہو تم کہ

اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ	میں زیادہ دوست ہوں مسلمانوں کا
اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ	اُن کی جانوں سے۔ بولے ہاں پھر
اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی	فرمایا، کہ خدایا جسکا ہوں میں دوست
بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَّفْسِهٖ	تو علی رض بھی اسکا دوست ہے
قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ	الٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست
مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ	رکھے اسکو اور دشمن رکھ اسکو
مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ	جو عداوت رکھے علی رض سے پھر ملے
مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ	علی رض سے عمر رضی اللہ عنہ بعد
عَادَاهُ فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بَعْدَ	اسکے تو کہا روزی ہووے تجھ
ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِیْئًا	کو اے ابی طالب کے بیٹے کہ صبح کی
یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ	تو نے اور شام کی تو نے اس حال
وَاَمْسَیْتَ مَوْلٰی کُلِّ	میں کہ تو دوست ہے ہر مسلمان مرد
مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ	اور ہر مسلمان عورت کا"۔

ف : یہ نو حدیثیں اوپر کی مشکوٰۃ کے باب مناقب علی رض میں لکھی ہیں اور غدیر خم ایک مکان ہے کہ وہاں پیغمبر خدا صلعم اصحابوں کے ساتھ اُترے ـــ بعضے منافقوں نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ برائیاں مشہور کیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی۔ حضرت نے سب کو جمع کر کے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا ؛ اور علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا کہ بموجب آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے کیا سب مسلمانوں کی جان سے زیادہ میں ان کا دوست نہیں ہوں۔ اصحابوں نے عرض کیا کہ ہاں سچ ہے کہ تم سب مسلمانوں کی جان سے زیادہ دوست ہو پھر خاص کر کے فرمایا کہ کیا میں

ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ دوست نہیں ہوں۔ اصحابوں نے عرض کیا کہ ہاں سچ ہے۔ جب سب نے اس بات کا اقرار کیا تب حضرتؐ نے اللہ سے دعا کی کہ خدایا جیسا میری دوستی کا تو نے مسلمانوں کو حکم کیا ہے۔ ویسا ہی ہر مسلمان علیؓ کو بھی دوست رکھے اور جو علیؓ سے دوستی رکھے اس سے تو بھی دوستی رکھ اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے اس سے تو بھی دشمنی رکھ۔

بعد اس خطبہ کے عمرؓ جب علیؓ سے ملے تب علیؓ کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ: "اے علیؓ عجب تیری شان ہے کہ ہمیشہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو، خواہ عورت، سب پر واجب ہو گیا کہ تیری دوستی رکھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو جیسے پیغمبر صلعم کی دوستی اپنی جان سے زیادہ چاہیئے یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حکم بجا لانے کو اپنی جان سے زیادہ مقدم سمجھے ویسے ہی علی رضؓ کی دوستی اپنی جان سے زیادہ مقدم رکھے اور کبھی اس محبت میں فرق نہ آنے دے ــــ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو علی رضؓ سے محبت رکھے وہ خدا کا دوست ہے اور جو علی رضؓ سے عداوت رکھے وہ خدا کا دشمن ہے!

ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ کے متعلق اعلانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ	(ترجمہ) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ
قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى	نے نقل کیا کہ لوگوں نے پوچھا: یا
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نُّؤَمِّرُ	رسول اللہ! کس کو ہم امیر کریں تمہارے
بَعْدَكَ. قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا	بعد! فرمایا اگر تم حاکم کرو ابوبکر رضؓ
اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا	کو پاؤ گے اسکو امانت دار متوجہ

فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ	زہد ہونے والا دنیا میں اور رغبت
وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ	رکھنے والا آخرت میں ، اور اگر
قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی	امیر کرو تم عمرؓ کو پاؤ گے تم اسکو
اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاِنْ	زبردست امانت دار کہ نہیں ڈرتا
تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرَاکُمْ	اللہ کے کام میں بُرا کہنے سے کسی
فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا	بُرا کہنے والے کے اور اگر حاکم
مَھْدِیًّا یَاْخُذُ بِکُمُ	کرو علیؓ کو مگر نہیں دیکھتا تم کو کہ
الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ۔	تم کرو تو پاؤ گے اسکو سیدھی راہ بتانے
	والا سیدھی راہ پر چلا دے تمکو سیدھی مضبوط
	راہ پر ؎

ف : اصحابوں کو تردّد ہوا کہ بعد پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کون شخص حضرت کا جانشین ہو کر مسلمانوں کا بندوبست کرے اور ہر امر میں حکم کرے سو خود حضرت سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم کس کو امیر کریں ۔ حضرت نے تین شخص کا نام لیکر ہر ایک کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ اگر تم ابوبکر کو میرے بعد اپنا امیر بناؤ تو وہ امانت داری کرے گا کہ لوگوں کے حق واجبی ادا کریگا — اور محض دینداری کا لحاظ رکھے گا ۔ دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور اپنا کچھ فائدہ سوا ثواب کے اور اللہ کی رضامندی کے اس کو منظور نہ ہوگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابوبکر صدیق اپنی خلافت کے وقت میں آپ کپڑا بیچا کرتے تھے ، اور لوگوں کا انصاف کرتے تھے اور اس خلافت سے ان کا یہی مقصود تھا کہ آخرت میں ثواب زیادہ ملے ۔ پھر فرمایا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تم اپنا امیر بناؤ میرے بعد تو وہ مضبوط اور زبردست اور قوی ہے کہ ہر

نیک کام میں مبادرت اور دست اندازی کرے گا اور دل پر اسکے خوف نہ آئے گا اور امانت دار ہے کہ امت کے حقوق واجبی ادا کریگا ، اور ایسا دیندار آدمی ہے کہ اللہ کے کام میں کسی کے بُرا کہنے سے نہیں ڈرتا ۔ کوئی کچھ کہا کرے ، وہ اللہ تعالےٰ کے کام میں کسی کے برا ماننے کا ، اور اپنی ہجو و مذمت کا لحاظ نہیں کرتا ۔ چنانچہ فی الحقیقت ایسا ہی ظاہر ہوا کہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں کسی کا خوف نہ رہا اور سینکڑوں ملک فتح ہوئے اور اسلام رائج ہوا اور حقوق سب مسلمانوں کے واجبی ادا ہوئے ،

پھر فرمایا کہ اگر علیؓ کو تم اپنا امیر بناؤ تو وہ ایسا مرد ہے کہ سیدھی راہ پر ہے اور تم سب کو سیدھی راہ پر چلاوے گا اور سیدھی راہ بتادے گا ، مگر مجھ کو معلوم نہیں ہوتا کہ تم میرے بعد علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا امیر بناؤ ۔ شاید یہ اس واسطے فرمایا کہ علی کی عمر بہ نسبت ابوبکر و عمر کے کم تھی اور دستور ہے کہ لوگ زیادہ عمر والے کو اکثر اپنا امیر اور حاکم بناتے ہیں ۔ چنانچہ جس روز پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اس روز علی رضہ کی عمر تینتیس برس تھی اور حضرت ابوبکر کی اکسٹھ برس کی ۔ اور حضرت عمر رضہ کی پچاس برس کی ۔ یا حضرت کو وحی سے معلوم ہوا ہو کہ لوگ میرے بعد علی رضہ کو حاکم اور امیر اپنا بلا فصل نہ بنادیں گے یا یہ سبب ہو کہ علیؓ کو تالیف قلب کی ہو ۔

غرضکہ اس حدیث سے بھی ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی مدح اور خوبیاں صاف اور بخوبی معلوم ہوتی ہیں ۔

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں رضؓ کیلئے اللہ سے رحمت مانگی

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ	(ترجمہ) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ	فرمایا: کہ خدا رحمت کرے ابوبکر رضؓ پر کہ
زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی	اُس نے نکاح کر دی اپنی بیٹی مجھ کو اور
دَارِالْھِجْرَۃِ وَصَحِبَنِیْ فِی	سوار کر کے لے گیا مجھ کو ہجرت کے
الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ	گھر تک اور ساتھ رہا میرے غار
مَالِہٖ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ	میں اور آزاد کیا بلال کو مول لے کر،
الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا	اپنے مال سے خدا رحمت کرے عمر رضؓ
تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَالَہٗ مِنْ	پر کہ بولتا ہے سچ اگرچہ کڑوا ہو
صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ	چھوڑا اس کو حق گوئی نے کہ کوئی نہیں
یَسْتَحْیِ مِنْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ	اسکا دوست۔ خدا رحمت کرے عثمان رضؓ
رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ	پر کہ شرماتے ہیں اُس سے فرشتے۔ خدا
اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ	رحمت کرے علی رضؓ پر۔ خدایا تو پھیر حق کو
دَارَ۔	اسکے ساتھ جدھر وہ پھیرے۔"

ف: حضرت ابوبکر رضؓ نے اللہ و رسول کے کاموں میں اپنی آبرو اور جان و مال سے دریغ نہ کیا۔ چنانچہ بی بی عائشہ اپنی بیٹی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دی صرف پیغمبری کے لحاظ سے اور مال کا خیال نہ کیا اور جب مکہ کے کافروں نے زور باندھا اور حضرت کے اصحابوں کو ایذا دینے لگے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب چھپکر مدینے کو چلے ــــ کچھ دور ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنی

پیٹھ پر حضرت کو چڑھایا اور اپنے پاؤں کی اُنگلیوں کے بل لے گئے تاکہ پاؤں کا نشان نہ پڑے اور پہاڑ کے غار میں پہلے اندھیرے میں جا کر غار کو صاف کیا۔ اس میں ایک سوراخ تھا اُس میں اپنا انگوٹھا دیا اور حضرتؐ کو ساتھ لے کر وہاں رہے۔ وہاں ایک سانپ نے اس انگوٹھے میں کاٹا، پھر وہاں پر ایک اونٹ موجود کیا۔ اس پر حضرتؐ سوار ہو کر مدینہ کو تشریف لے گئے۔

بلالؓ ایک کافر کے غلام تھے۔ ابوبکرؓ نے دو ہزار اشرفیاں اور کچھ زیادہ اور ایک غلام بدلے میں دے کر ان کو اس سے مول لیا اور آزاد کر دیا کہ وہ حضرتؐ کی خدمت میں رہتے تھے۔ سو حضرت نے ابوبکر کی ..... یہ تعریفیں بیان کیں اور دعا مانگی کہ " خدا ان پر رحم کرے "۔

پھر فرمایا کہ عمرؓ سچ بولتا ہے باوجودیکہ سچ بولنا اکثر لوگوں کو بڑا لگتا ہے اور کڑوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر وہ اس قدر سچ بولتا ہے — کہ سچ کہنے کے سبب لوگوں نے اس کو ترک کر دیا اور کوئی اسکا دوست نہ رہا۔ اس پر بھی اللہ ہی رحم کرے اور عثمانؓ کا یہ حال ہے کہ اس کی شرم کا حال دیکھ کر فرشتے بھی اس سے شرماتے ہیں یعنی اس مقدمہ میں فرشتوں پر بھی ان کو بزرگی ہے۔ چنانچہ کسی نے کبھی حضرت عثمان رضؓ کا بدن کھُلا ہوا نہ دیکھا اور خود اُنہوں نے اپنا بدن ناف سے نیچے زانو تک شرم سے نہ دیکھا — سو حضرتؐ نے فرمایا کہ ان پر بھی خدا رحمت کرے، اور علی رضؓ پر خدا رحم کرے کہ ان کے وقت میں لوگ کئی طرح پر ہوں گے سو اے اللہ جس طرف علیؓ ہو اُسی طرف حق واجبی ہووے اور جدھر وہ متوجہ ہو اُسی جانب حق کو متوجہ کر دے!

مختلف صحابہؓ کی شان میں حضورؐ کے ارشادات

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ ...... اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَہِیْدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَۃَ	(ترجمہ) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص دیکھنا چاہے زمین پر چلتے شہید کی طرف تو دیکھ لے طلحہؓ بن عبید اللہ کو" ۔

ف : شہید اس کو کہتے ہیں جو اللہ کا نہایت عاشق و مشتاق ہو اور اپنا مال اللہ کی راہ میں فدا کرے اور اللہ کی راہ میں جان دینی سہل جانے بلکہ آرزو کرے ۔ سو طلحہ کا یہی حال تھا ۔ سو حضرت نے فرمایا کہ یہ جیتا شہید ہے یعنی ظاہر میں اگرچہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر حقیقت میں یہ اللہ کی راہ میں جان دیئے ہوئے ہے ۔ سو ایسا ہی ظاہر میں ہوا ٭

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ ۔ (بخاری۔مسلم)	(ترجمہ) بخاریؒ و مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا : کہ ہر نبی کے صاف باطن مخلص دوست ہوتے ہیں اور میرا صاف باطن دوست زبیر ہے ۔

طلحہؓ اور زبیرؓ بہشت میں حضورؐ کے ہمسایہ !

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رض	(ترجمہ) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے
قَالَ سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ	نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم سے میرے
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کان نے سُنا کہ اپنے مُنہ سے فرمایا
يَقُولُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ	تھا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ میرے
جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ ۔	ہمسایہ ہوئے بہشت میں "

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي	(ترجمہ) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى	نے نقل کیا کہ رسُولِ خدا صلعم تھے حرا
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى	پہاڑ پر اور ابوبکر و عمر و عثمان
حِرَاءٍ هُوَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَ	اور علی اور طلحہ اور زبیر۔ سو ہلا پتھر
عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَزُبَيْرُ	تو فرمایا : پیغمبرِ خدا صلعم نے کہ ٹھہرا
فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ	رہ تجھ پر تو نبی یا صدیق یا شہید ہیں

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِهْدَاْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ ۔

ف : نبی فرمایا اپنے تئیں اور صدیق فرمایا ابوبکر کو اور شہید فرمایا عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر کو۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ	(ترجمہ) بخاریؒ و مسلمؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صلعم لِكُلِّ	نے نقل کیا کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ :
أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ	ہر امت میں امین ہوتا ہے اور امین

الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ — اس امت کے ابو عبیدہ بن الجراح ہے

اَخْرَجَ الْمُسْلِمُ عَنْ اَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رض وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مُسْتَخْلِفًا اِنِ اسْتَخْلَفَهٗ قَالَتْ اَبُوْبَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيْلَ مَنْ بَعْدِ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

(ترجمہ) مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی ملیکہ نے نقل کیا کہ میں نے سنا بی بی عائشہ رض سے جب اُن سے لوگوں نے پوچھا کہ کون ایسا تھا کہ اسکو خلیفہ کرتے اپنا رسولِ خدا صلعم اگر خلیفہ کرتے تو فرمایا بی بی عائشہ نے کہ ابوبکر کو پھر پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر کے کس کو؟ فرمایا عمر کو۔ پھر پوچھا گیا بعد عمر رض کے۔ فرمایا: ابو عبیدہ ابن الجراح کو

پیغمبرِ خدا صلعم سعد رض کو نہایت چاہتے تھے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلعم جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ۔ (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ علی رض نے نقل کیا کہ میں نے نہ سنا کہ رسولِ خدا صلعم نے جمع کیا ہو اپنے ماں باپ کو کسی کے واسطے مگر سعد بن مالک کے واسطے یوں ہوا کہ میں نے سنا کہ رسولِ خدا صلعم احد کے دن فرماتے تھے کہ اے سعد تیر مار صدقے تجھ پر میرا باپ اور میری ماں۔"

ف: عرب میں دستور ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے تو اسکو کبھی کسی بات میں کہا

کرتے ہیں کہ فدا تجھ پر میرا باپ یا فدا تجھ پر میری ماں۔ سو حضرت رسولِ خدا صلعم جو کسی کو یہ لفظ فرماتے تھے۔ سو فقط ایک لفظ فرماتے تھے کہ فدا تجھ پر میری ماں — یا یوں فرماتے کہ فدا تجھ پر میرا باپ — مگر سعد کے حق میں احد کی لڑائی کے دن یوں فرمایا کہ اے سعد! کافروں پر تیر لگا — فدا تجھ پر میرا باپ اور میری ماں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا صلعم سعدؓ کو نہایت چاہتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا عطیہ

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم كَانَ يَقُوْلُ لِنِسَائِهِ اِنَّ اَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِيْ مِنْ بَعْدِيْ وَ لَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّيْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ اَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَ كَانَ بْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَدِيْقَةٍ بِيْعَتْ بِاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا۔ (ترمذی)	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبرِ خدا صلعم فرماتے تھے کہ تمہارا مقدمہ ایسا ہے کہ مجھ کو اندیشے میں کر رکھا ہے کہ میرے بعد کیا ہوگا۔ اور ہرگز کوئی برداشت نہ کرسکیگا تم پر مگر صبر کرنے والے۔ کہا بی بی عائشہ نے کہ اس سے حضرت کی مراد تھی کہ خرچ کرنے والے لوگ پھر کہا بی بی عائشہ نے عبدالرحمٰن کے بیٹے ابو سلمہ سے کہ اللہ تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل نہر سے پانی پلاوے اور عبدالرحمٰن بن عوف نے دے ڈالا، مسلمانوں کی ماؤں کو ایک باغ کہ وہ بکا چالیس ہزار کو"۔

ف : عورتوں کا مقدمہ بہت نازک ہوتا ہے۔ ذراسی بات میں رنجیدہ اور ناخوش ہوجاتی ہیں خصوصاً پردہ نشین بیبیوں کے واسطے ہر وقت خادم اور خدمت گار اور سرانجام کار گزار ہر دم موجود چاہیئے بالخصوص اس وقت میں نہایت مشکل ہے کہ ظاہر میں کچھ وجہ معاش نہ ہو اسواسطے حضرت کو اپنی بیبیوں کے مقدمہ میں اندیشہ رہتا تھا کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا ـــ ان کی خاطرداری اور برداشت اور کام خدمت کون کرے گا مگر ہاں جو شخص نہایت صبر کرنے والا ہر بات کی برداشت کرے اور محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرے اور سچا دیندار ہو ـــ یعنی مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔

سو بعد حضرت کے بی بی عائشہ نے ابوسلمہ سے کہا کہ تیرا باپ عبدالرحمن ہمارے ساتھ سلوک سے پیش آیا، ان کو اللہ بہشت کی نہر کا پانی پلاوے کہ اس نے پیغمبرِ خدا صلعم کی بیبیوں کے ساتھ بڑا سلوک کیا کہ ان کو ایک باغ دیا کہ وہ چالیس ہزار کو بکا شاید چالیس ہزار اشرفی کو یا چالیس ہزار درہم کو کہ اسکے دس ہزار پانسو روپے ہوتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا مرتبہ اصحابوں کے نزدیک بھی بلند ترین تھا

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ عُمَرَ	(ترجمہ) بخاری نے ذکر کیا کہ فرمایا عمر نے
قَالَ مَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ	کہ کوئی نہیں لیاقت دار زیادہ اس
مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ	کام کا ان لوگوں سے کہ وفات پائی
تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ	رسول خدا صلعم نے اور وہ ان سے
وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا	راضی تھے پھر نام لئے ان کے کہ علی
وَعُثْمَانَ وَزُبَيْرَ وَطَلْحَةَ	اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن
وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ـ	ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف"

ف : جب عمر کی وفات قریب ہوئی تب انھوں نے فرمایا کہ اس خلافت کی لیاقت ان لوگوں سے زیادہ کسی میں نہیں کہ رسولِ خدا صلعم زندگی میں وفات کیوقت تک اُن سے راضی رہے اور وہ چھ شخص یہ ہیں : جن کے نام لئے ــــ سو انھیں میں سے کسی کو خلیفہ میرے بعد کرلو ۔ چنانچہ اسی سبب سے حضرت علی نے اور اصحابوں سے مشورہ کرکے حضرت عثمان کو خلیفہ کیا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھ شخصوں کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا بڑا مرتبہ تھا ۔ حضرت کے نزدیک بھی اور اصحابوں کے نزدیک بھی !

بہشت میں جانے والے اصحاب

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَطَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَزُبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّۃِ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا ــــ کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ابوبکر جنت میں اور عمر جنت میں اور عثمان جنت میں اور علی جنت میں اور طلحہ جنت میں اور زبیر جنت میں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں اور سعد بن ابی وقاص جنت میں اور سعید بن زید جنت میں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ۔

ف : یہ بارہ حدیثیں جو اوپر ہو چکی ہیں مشکوٰۃ کے باب مناقب عشرہ میں لکھی ہیں ۔ یعنی یہ دسوں اصحاب بہشتی ہیں کہ ان کے بہشتی ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ۔

اللہ کیطرف سے دوستی کا حکم

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بُرَیْدَۃَ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ بُریدہ نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ	خدا تبارک وتعالیٰ نے حکم کیا مجھ کو
وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ	چار یار کی دوستی کا اور بتایا مجھ کو کہ
وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ	وہ یعنی اللہ دوست رکھتا ہے اُن کو
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّھِمْ لَنَا	لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ نام
قَالَ عَلِیٌّ مِنْھُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ	بتاؤ ان کے ہم کو فرمایا کہ علی اُنہیں
ثَلٰثًا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَ	میں سے ہے۔ یہ کہتے رہے تین بار
سَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّھِمْ وَ	اور ابوذر اور مقداد اور سلمان حکم کیا
اَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ۔	مجھ کو انکی دوستی کا اور مجھ کو خبر دی کہ
	وہ دوست رکھتا ہے ان کو "

ف : یعنی اللہ تعالےٰ نے پیغمبر خدا صلعم سے فرمایا کہ میں ان چاروں شخصوں کو چاہتا ہوں۔ تم بھی ان چاروں کی محبت اپنے دل میں رکھو۔ سبحان اللہ ! کیا بڑا مرتبہ ہے کہ خود اللہ تعالےٰ ان کی محبت رکھتا ہے اور اپنے حبیب کو محبت رکھنے کا حکم دیا۔

پیغمبر خدا کے چودہ اشراف !

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ	(ترجمہ) ترمذی نے نقل کیا کہ علی ابن
اَبِیْطَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ	ابی طالب نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم
صلعم اَنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ سَبْعَۃً	نے کہا کہ ہر نبی کے واسطے سات اشراف و

نُجَبَآءَ وَ رُقَبَاءَ وَ اُعْطِیْتُ	نگہبان ہوتے ہیں اور مجھ کو ملے چودہ ۱۴
اَنَا اَرْبَعَۃَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ	ہم نے عرض کیا: وہ کون ہیں فرمایا کہ میں
ھُمْ قَالَ اَنَا وَ ابْنَایَ وَ	یعنی علیؓ اور میرے دونوں بیٹے یعنی
جَعْفَرُ وَ حَمْزَۃُ وَ اَبُوْبَکْرٍ	حسنؓ اور حسینؓ اور جعفرؓ اور حمزہؓ۔ اور
وَعُمَرُ وَ مُصْعَبُ بْنِ عُمَیْرٍ	ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیرؓ اور
وَبِلَالُ وَّ سَلْمَانُ وَعَمَّارُ وَّ	بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبداللہؓ بن
عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ	مسعود اور ابو ذرؓ اور مقدادؓ۔"
اَبُوْذَرٍّ وَّ الْمِقْدَادُ۔	

ف: جعفرؓ حضرت علیؓ کے بھائی تھے اور حمزہؓ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

سعدؓ بن معاذ کی رُوح کا استقبال!

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ	(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ جابر
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلْعَمْ	نے نقل کیا کہ میں نے سنا نبی صلعم سے
یَقُوْلُ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ	کہ فرماتے تھے کہ ہل گیا عرش خدا کا بسبب
لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔	مرنے سعد بن معاذ کے"

ف: جو لوگ اللہ کے مقبول ہوا کرتے ہیں ان کو سب مخلوق اللہ تعالیٰ کے سوا شیطان کے چاہتے ہیں اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں اور جب تک وہ دنیا میں رہیں سب ان کے واسطے دعا کرتے ہیں اور جب ان کی وفات ہوتی ہے تو سب مخلوقات کو غم ہوتا ہے اور ہر شجر و حجر ان کے لئے روتا ہے کہ نعمت عظمیٰ ہم میں سے اٹھ گئی اور جن مکانوں میں ان کی روح جا کر رہتی ہے وہ مکان اور وہاں کے فرشتے خوشی کرتے ہیں کہ یہ مقبول شخص ہمارے پاس آیا تو جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی اُنکی

روح عرش معلےٰ کو پہنچی تو عرش خوشی میں آیا — ان کی رُوح کا استقبال کرنے کو ہلا ۔

انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ	(ترجمہ) بخاری و مسلم نے ذکر کیا — کہ
عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ	عازب کے بیٹے براء نے نقل کیا کہ سُنا میں
صَلْعَمْ یَقُوْلُ اَلْاَنْصَارُ لَا	نے رسُولِ خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے
یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا	انصار کے حق میں کہ ان کو دوست وہی
یُبْغِضُھُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ	رکھے گا جو مومن ہوگا، اور اُن سے بغض
اَحَبَّھُمْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ	وہی رکھیگا جو دل میں اپنے کفر رکھتا ہوگا
اَبْغَضَھُمْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ	سو جو کوئی محبت رکھے ان سے محبت رکھے
(بخاری و مسلم)	اس سے اللہ اور جو کوئی بغض رکھے
	اُن سے بغض رکھے اس سے اللہ ۔"

ف : حضرت نے انصار کی محبت ایمان کی نشانی بتائی اور ان کی عداوت کفر کی علامت فرمائی، اور انصار کے دوستوں کو دعا دی اور جو ان سے بغض رکھے اسکو بد دعا کی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار سے محبت رکھنے والے لوگ مومن ہیں — اللہ کے محبوب! اور انصار سے بغض رکھنے والے منافق ہیں کہ ظاہر میں آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور حقیقت میں کافر ہیں خدا کے مغضوب ۔

پیغمبرِ خدا کی نظر میں انصار کا مرتبہ

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ	(ترجمہ) بخاری نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	نقل کیا کہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ	فرمایا کہ اگر نہ ہوتی ہجرت تو میں ہوتا ایک
لَكُنْتُ امْرَءًا مِنَ الْاَنْصَارِ	شخص انصار میں سے اور اگر چلیں سب
وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا	لوگ ایک راہ پر یا گھاٹی پر اور چلیں
اَوْ شِعْبًا وَ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ	انصار اور راہ یا گھاٹی پر تو مقرر میں چلوں
وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَ سَلَكْتُ	انصار کی راہ پر اور گھاٹی پر انصار ایسے
وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَ شِعْبَهَا	ہیں جیسے بدن سے لگا ہوا کپڑا اور
اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ	اور سارے لوگ ایسے ہیں جیسے اوپر
دِثَارٌ۔	کا کپڑا۔"

ف: یعنی انصار کا یہ مرتبہ اور بزرگی ہے کہ خود حضرت نے فرمایا کہ: اگر ہجرت نہ ہوتی اور میں مہاجرین میں شمار نہ ہوتا تو آپ کو انھیں انصاروں میں سے گنتا — اور انھیں کی طرف آپ کو نسبت کرتا، اور اگر ساری دنیا کی راہ ہموار ہو جائے اور انصار کی اور راہ تو میں انصار ہی کی راہ روی کو اختیار کروں اور انصار میرے ساتھ ایسے ہیں جیسے استر بدن سے لگا ہوتا ہے کہ اس سے بدن کو لگاؤ ہوتا ہے اور ساری مخلوق میرے ساتھ ایسی ہے جیسے چادر وغیرہ اوپر کا کپڑا ہوتا ہے۔ پس اس سے انصار کی بڑی فضیلت پائی گئی۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ	نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ
اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ	انصار کے حق میں کہ میں بندہ اللہ کا
هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ	ہوں اور اسکا رسول ہوں ہجرت کی میں
اَلْمَحْيَاءُ مَحْيَاكُمْ وَ	نے اللہ کیطرف متوجہ ہو کر اور تمہاری
اَلْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ	طرف زندگی کی جگہ میری زندگی کی جگہ

تمھاری ہے اور موت کی جگہ میری موت کی جگہ تمھاری ہے!

ف: یعنی انصار سے فرمایا کہ میرا تمھارا زیست موت کا ساتھ ہے۔ میں تم کو چھوڑ کر علیحدہ نہ ہوں گا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ	(ترجمہ) بخاری نے ذکر کیا کہ انس نے نقل
اَنَّ النَّبِيَّ صلعم قَالَ	کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا انصار
لِلْاَنْصَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ	کو کہ خدا گواہ ہے کہ تم سب آدمیوں سے
مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ	زیادہ دوست ہو مجھ کو۔ خدا شاہد ہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ	کہ تم سب آدمیوں سے زیادہ دوست۔
اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ	ہو مجھ کو!!
اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ	(ترجمہ) بخاری نے ذکر کیا کہ انسؓ نے
خَرَجَ النَّبِيُّ صلعم وَقَدْ	نقل کیا کہ باہر نکلے پیغمبر خدا صلعم، اور
عَصَبَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ	اسوقت باندھے تھے اپنے سر پر ایک
بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ	چادر کا کنارہ تو چڑھے ممبر پر کہ بعد
يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ	اس دن کے نہ چڑھے سو حمد کی اللہ کی
فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ	اور ثنا کہی اللہ پر پھر فرمایا کہ میں
قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ	وصیت کرتا ہوں تم کو انصار کے
فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ	واسطے کہ وہ میرے پیٹ یعنی راز دا
وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ وَبَقِيَ	ہیں اور میری گٹھری یعنی بھیدی ہیں۔
الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ	انہوں نے ادا کیا جو حق ان پر تھا اور
مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ	باقی رہا جو حق ان کا ہے سو قبول کرو
مُسِيْئِهِمْ۔ (بخاری)	ان کی نیکیوں سے اور درگزر کرو انکی بدیوں سے"

ف : یعنی انصار میں جس شخص سے کچھ نیکی بن پڑے اس کو قبول کریو اور اسکو مقبول جانیو اور ان میں سے اگر کسی سے کچھ بدی ہو جائے اور بُرا کام ہو پڑے ۔ معاف کریو اور درگزر کیجیو ۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی انصار سے کچھ بدی ہو جاوے ، اور برا کام ہو پڑے تو معاف کریو اور درگزر کیجیو ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی انصار سے کچھ بدی ہو گئی ہو تو اس پر طعن درست نہیں !

انصار کیلئے بخشش کی دُعا

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ ۔	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ زید بن ارقم نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بار خدایا بخش دے انصار کو اور انصار کی اولاد کو اور انصار کی اولاد کی اولاد کو "

بدر والوں کیلئے بہشت واجب

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰہَ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ ۔	(ترجمہ) بخاری و مسلم نے ذکر کیا علی نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالٰے خبردار ہوا بدر والوں پر، سو فرمایا ان کو کر چاہو سو کرو واجب تو ہو ہی چکی تمہارے لئے بہشت "

ف : یعنی جو اصحاب کہ جنگ بدر میں حضرت کے ساتھ شریک تھے ان کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ : تمھارے لئے بہشت واجب ہو چکی - اب جو چاہو سو کرو یعنے اب اگر کوئی گناہ بھی تم سے ہو جاوے تو معاف ہے -

سو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا اس بات کا کہ ان سے گناہ ایسے نہ ہوں گے جن سے دوزخ کے سزاوار یہ لوگ ہوویں شاید اس سبب سے انکو اللہ تعالےٰ نے یوں فرما دیا - غرضکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر کی لڑائی والے صحابہ کا بڑا مرتبہ ہے کہ ان کے گناہ معاف ہیں -

میدان بدر میں لڑنے والے فرشتوں کی افضلیت

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ صلعم قَالَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَھْلَ بَدْرٍ فِیْکُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِیْنَ اَوْ کَلِمَةً نَحْوَھَا قَالَ وَکَذٰلِکَ مَنْ شَھِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ (بخاری)

(ترجمہ) بخاریؒ نے ذکر کیا کہ رفاعہ بن رافع نے نقل کیا کہ جبرئیل نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا - کہ تم کیا جانتے ہو بدر والی لڑائی والے اصحابوں کو اپنے بیچ میں فرمایا حضرت نے کہ سب مسلمانوں سے افضل یا فرمائی ایسی بات کہا جبرئیل نے کہ اور ایسے ہی جو فرشتے حاضر ہوئے بدر کی لڑائی میں فرشتے ہیں سے -"

ف : بدر کی لڑائی میں فرشتے آئے تھے اور حضرت کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے تھے - سو جبرئیل نے کہا جیسا تم بدر والے اصحابوں کو سب سے افضل جانتے ہو ویسے ہی ہم سب فرشتے فرشتوں میں سے ان فرشتوں کو اچھا اور افضل جانتے

میں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

بدر اور حدیبیہ میں لڑنے والے آگ میں داخل نہ ہونگے

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ۔	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہ عمر کی بیٹی پیغمبر خدا کی زوجہ نے نقل کیا۔ کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مجھ کو امید ہے کہ نہ داخل ہوگا آگ میں انشاء اللہ تعالیٰ جو شخص موجود ہوا بدر اور حدیبیہ کی لڑائی میں۔

ف: بدر اور حدیبیہ مکانوں کے نام ہیں جہاں کافروں پر جہاد ہوئے اور اس مقام پر کلمہ "انشاء اللہ تعالیٰ" ادباً اور تبرکاً حضرت نے فرمایا۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ۔	(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز ہم ایک ہزار چار سو اصحاب تھے ہم کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم بہتر ہو سب زمین والوں سے۔"

ف: یہ تیرہ حدیثیں جو ابھی ہو چکیں مشکوٰۃ کے باب جامع المناقب میں لکھی ہیں۔ یعنی جتنے آدمی زمین پر ہیں کسی کا ایسا مرتبہ نہیں جیسا بہتر مرتبہ ان اصحابوں کا ہے۔

الغرض ان آیتوں اور حدیثوں سے جو مذکور ہوئیں بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت کے سب اصحاب خواہ مہاجر خواہ انصار، سب مسلمانوں سے بہتر اور افضل۔ اور اللہ تعالےٰ کے مقبول اور پیغمبر خدا کے محبوب تھے۔ کل جنات اور انسانوں سے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔

پھر ان میں جو لوگ بدر، احد، اور حدیبیہ وغیرہ لڑائیوں میں حضرت کے ساتھ جہاد میں شریک تھے ان کا مرتبہ افضل ہے۔ پھر ان سے زیادہ چاروں خلیفوں کا رتبہ بڑا ہے اور ان میں حضرت عبداللہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کا درجہ بڑا ہے اور ان دونوں میں حضرت عبداللہ ابوبکر کا مرتبہ افضل ہے — اب آگے حضرت کے اہل بیت کا مرتبہ دریافت کیا چاہیئے۔

فضائلِ اہلبیت رضہ

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْمِسْوَرِ	(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ مسور
بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ	بن مخرمہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	فرمایا کہ فاطمہ ایک ٹکڑا ہے میرے تن
فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ	کا تو جسنے غصہ دلایا، اسکو تو غصہ دلایا
اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ یُرِیْبُنِیْ	مجھ کو بری لگتی ہے مجھ کو وہ چیز جو ستاوے
مَا اَرَابَهَا۔	اُس کو"

شانِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ	(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	عائشہ رضہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا فَاطِمَةُ اَلَا	فرمایا کہ اے فاطمہ رضہ کیا خوش نہ ہووے
تَرْضَیْنَ اَنْ تَكُوْنِیْ سَیِّدَةَ	تو جو سردار ہووے بہشت کی سب
نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔	عورتوں کی"۔

ف : یعنی اے فاطمہ تو بہشت کی سب عورتوں کی سردار ہے سو تو خوش ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَةَ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ رضہ
قَالَتْ كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلٰی	نے نقل کیا کہ سب آدمیوں سے
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ	زیادہ دوست تھیں رسولِ خدا
سَلَّمَ فَاطِمَةُ۔	صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بی بی فاطمہ رضہ

شانِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ ۔ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِہٖ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ ۔ (بخاری ، مسلم)	(ترجمہ) بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ براء نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا پیغمبر خدا صلعم کو اور علی کے بیٹے حسن انکے کاندھے پر تھے ۔ فرماتے تھے نبی کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں اس کو سو تو بھی دوست رکھ اس کو ۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَائِفَۃٍ مِّنَ النَّھَارِ حَتّٰی اَتٰی خِبَاءَ فَاطِمَۃَ فَقَالَ اَثَمَّ لُکَعُ اَثَمَّ لُکَعُ یَعْنِیْ حَسَنًا فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ جَاءَ یَسْعٰی حَتّٰی اعْتَنَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا صَاحِبَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلْعَمْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ ۔ (بخاری ، مسلم)	(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا ابوہریرہ نے نقل کیا کہ میں نکلا رسولِ خدا صلعم کے ساتھ تھوڑے سے دن میں جب آئے فاطمہ کے ڈیرے میں تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے یعنی حسن ۔ یہ فرمایا دو بار تو دیر نہ کی کہ آئے حسن دوڑتے ، یہاں تک کہ گردن میں باہیں ڈالیں ہر ایک نے ان دونوں میں سے اپنے صاحب کے پھر فرمایا : پیغمبرِ خدا نے کہ خدایا میں محبت رکھتا ہوں اس سے تو تو بھی رکھ محبت اس سے اور محبت رکھ اس شخص سے جو محبت رکھے اس سے "

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

(ترجمہ) بخاری نے ذکر کیا ابی بکرہ نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اور حسن بن علی ان کے پہلو پر تھے اور رسول خدا متوجہ ہوتے تھے لوگوں کیطرف ایک دفعہ اور حسن پر دوسری بار اور فرماتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ صلح یعنی درستی کرے اسکے سبب بڑے دو جتھوں میں مسلمانوں کے ؎

ف : چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت امام حسن نے خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کی تو مسلمانوں مسلمانوں میں صلح ہوگئی اور لڑائی نہ ہونے پائی۔

شانِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ۔

(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ یعلی بن مرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے۔ دوست رکھے اللہ اسکو جو دوست رکھے حسین کو۔ حسین ایک سبط ہے سبطوں میں سے

ف : سبط کہتے ہیں اولاد کو اور اسباط حضرت یعقوب کی اولاد کو کہتے ہیں کہ وہ بارہ بیٹے تھے اور ہر ایک کے بہت سی اولاد ہوئی۔ سو فرمایا کہ حسین کا بھی حال

ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ان کی بہت نسل جاری ہوگی ؎

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ إِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلعم حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلعم نِعْمَ الرَّاكِبُ۔ (ترمذی)	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسولِ خدا صلعم لئے ہوئے تھے حسن ابن علی کو اپنے کاندھے پر سو کہا ایک شخص نے کہ کیا خوب سواری ہے جس پر تو سوار ہوا اے لڑکے تو فرمایا پیغمبرِ خدا صلعم نے خوب سوار ہے وہ ہے"

ف : یعنی ایسا مرتبہ اور کسی کا کاہے کو ہوگا کہ محبوب خدا کے کاندھے پر سوار ہو۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض إِنَّهٗ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهٖ لَمْ أَزَلْ الْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَأَجِدُهٗ	(ترجمہ) امام احمد نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا: میں نے دیکھا پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بیچ اس حالت کے کہ دیکھتا ہے سونے والا ایک دوپہر کو بال پریشان غبار آلودہ ان کے ہاتھ میں ایک شیشہ کہ اس میں خون ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ صدقہ تجھ پر میری ماں اور میرا باپ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ خون ہے حسین کا اور اسکے یاروں کا ٹٹولتا ہوں میں اسکو آج کے شروع دن سے۔ ابن عباس نے

قُتِلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ	کہا، سو شمار کرتا ہوں میں اس دن کو کہ پاؤں قتل اس دن کا"

ف، یہ خواب ابن عباسؓ نے کربلا کی لڑائی سے پہلے دیکھا تھا سو وہ آرزومند تھے کہ اگر اس وقت میں ہوں تو میں امام حسین کے ساتھ شہید ہوں تو اس وقت کے منتظر رہا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام حسین کے شہید ہونے سے حضرت پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو کمال تشویش ہوئی اور گھبرا گئے اور یہاں جو حضرت امام پر رنج اور تکلیف ہوئی۔ اس کا حال دریافت کر کے عالمِ ارواح میں حضرت کو رنج ہوا — اور مغموم ہوتے۔ تو مسلمان کو چاہیئے کہ جب امام کا حال سُنے تو افسوس کرے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ... پڑھے اور جانے کہ عبداللہ ابن زیاد اور عمر بن سعد اور شمر اور خولی وغیرہ مردوں نے باجازت یزید پلید کے حضرت امام کو رنج پہنچایا۔ نہایت بری حرکت کی۔

مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی حرکت نہ کرے جس میں حضرت کو اور حضرت کے اہلِ بیت کو دنیا میں یا آخرت میں رنج پہنچے تو اب اس واقعہ کربلا کی ہر سال نقل کرنا گویا حضرت کی روح کو ہر سال رنج پہنچانا ہے۔

حسنؓ اور حسینؓ بہشت میں نوجوانوں کے سردار!

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ هٰذَانِ	ترمذی نے ذکر کیا کہ اسامہ زید کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبرِ خدا صلعم نے حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں لو میری بیٹی

اَبْنَایَ وَاَبْنَاءُ بِنْتِی اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا۔	کے بیٹے ہیں الٰہی میں دوست رکھتا ہوں ان کو سو تو بھی دوست رکھ انکو اور دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے ان کو"
اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ نَزَلْ اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَیُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ حذیفہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے کہ نہ اترا زمین پر کبھی اس رات سے پہلے اجازت مانگی اس نے اپنے رب سے کہ مجھ کو سلام کرے اور خوشخبری دے اس بات کی کہ بی بی فاطمہ سردار ہیں بہشت کی سب عورتوں کی اور یہ حسن اور حسین دونوں سردار ہیں بہشت کے جوانوں کے
اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلْعَمَ قَالَ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ زید بن ارقم نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا: علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں کہ میں لڑوں اس سے جو لڑے ان سے اور صلح کروں اس سے جو صلح کرے ان سے۔
اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا صلعم

غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ	صبح کو اوڑھے ہوئے ایک کملی کہ اس پر
مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدٍ فَجَاءَ الْحَسَنُ	سیاہ بالوں کے نقش تھے پھر آئے حسن
بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ	تو لے لیا انکو پھر آئے حسین تو لے لیا
الْحُسَيْنُ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ	اُن کو پھر آئیں فاطمہؓ تو لے لیا ان کو
جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ	پھر آئے علیؓ تو لے لیا انکو یعنی کملی کے
جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا	اندر پھر فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ	کہ دور کرے تم سے گندگی اے اہلبیت
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا	اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے۔

ف : کلام اللہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت کی بیبیوں اور گھر والوں کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے گھر والو اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے۔

اس آیت سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت صرف حضرت کی بیبیوں کے حق میں ہے۔ سو حضرت نے امام حسن اور امام حسینؓ اور علی مرتضےٰ اور بی بی فاطمہ کو ایک کملی میں اپنی گود میں لے کر یہ آیت پڑھی تو مطلب یہ تھا کہ ان کے حق میں یہ دعا بھی ہو جائے اور لوگ سمجھ لیں کہ اس آیت کے حکم میں یہ پانچوں شخص بھی شامل ہیں — صرف بیبیاں نہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ سعد بن ابی
وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ	وقاص نے نقل کیا کہ جب یہ آیت
الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ	اتری کہ نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ الخ
وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا	بلایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور
وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ	فاطمہ اور حسن اور حسین کو پھر فرمایا کہ:

لَعۡنَةَ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ دُعَا   خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں !!

رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ــــــــــ

عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيۡنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهۡلُ بَيۡتِيۡ ۔

ف : نصاریٰ حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا بتلاتے تھے ۔ جب خدا تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا کہ حضرت عیسےٰ بندے ہیں اور جیسے اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو بے ماں باپ کے صرف اپنے حکم سے پیدا کیا تھا ویسے ہی حضرت عیسےٰ کو بھی بے باپ کے پیدا کیا ۔ نصاریٰ نے نہ مانا ، اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جانا کہ ان کا مذہب غلط ہے اور اپنا مذہب سچا جانا ، تب یہ آیت اتری ۔

سورۂ آل عمران میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ "اے پیغمبر! تو ان نصاریٰ سے کہہ کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلاویں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنے ہاں کی عورتوں کو بلاویں اور تم اپنے ہاں کی عورتوں کو بلاؤ اور ہم آپ ہوں اور تم آپ ہو اور سب مل کر جھوٹوں پر بددعا کریں ۔

تو جب یہ آیت نازل ہوئی پیغمبر خدا نے علی مرتضےٰ کو اور بی بی فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر اپنے ساتھ لیا اور اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ الٰہی یہ میرے گھر والے ہیں یعنی میرے بیٹے اور گھر والے یہ ہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین کو اپنا بیٹا جانتے تھے ۔

اَخۡرَجَ التِّرۡمِذِيُّ عَنۡ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ عبد المطلب
بۡنِ رَبِيۡعَةَ اَنَّ الۡعَبَّاسَ دَخَلَ	بن ربیعہ نے نقل کیا کہ عباس آئے
عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ	رسول خدا صلعم کے پاس ناخوش کئے
وَسَلَّمَ مُغۡضَبًا وَّاَنَا عِنۡدَهٗ	ہوئے اور میں ان کے پاس تھا ۔ سو

فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا	فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ	کس چیز نے غصہ دلایا تجھ کو کہا یا
إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا	رسول اللہ کیا ہوا ہے ہمارے ساتھ قریش
بِوُجُوْهٍ مُّبْشِرَةٍ وَاِذَا لَقُوْنَا	کو کہ جب وہ ملتے ہیں آپس میں تو
بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ	ملتے ہیں خوش ہوتے ہوئے ہنستی
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	پیشانی سے اور جب ملتے ہیں ہم سے
سَلَّمَ حَتّٰى اِحْمَرَّ وَجْهُهٗ	تو ملتے ہیں بغیر اس کے تو غصہ ہوئے
ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ	رسولِ خدا اس قدر کہ سرخ ہوگیا
بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ	ان کا چہرہ پھر فرمایا کہ قسم اس کی کہ
رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ	جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ	ہرگز نہ بیٹھے گا آدمی کے دل میں ایمان
اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى	جب تک دوست نہ رکھے تم کو اللہ
عَمِّيْ فَقَدْ اٰذَانِيْ	کے واسطے اور اللہ کے رسول کے
فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ	واسطے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو جس
صِنْوُ اَبِيْهِ	نے ایذا دی میرے چچا کو تو اس نے
(ترمذی)	ایذا دی مجھ کو چچا آدمی کا تو برابر ہوتا
	ہے اس کے باپ کے۔

ف: عباس رسولِ خدا کے چچا تھے، اُن سے بعضے لوگ خوشی سے نہ ملتے تب انہوں نے حضرت سے شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے چچا اور اہل بیت سے جو کوئی دوستی نہ رکھے، اس کا ایمان ہی نہیں اور جو کوئی میرے چچا کو ایذا اور رنج دے۔ اس نے مجھ کو ایذا دی۔ اس واسطے کہ چچا ہر شخص کا اس کے باپ

کی برابر کا بھائی ہوتا ہے۔ بھلا کوئی کسی کی تعظیم کرے اور اسکے باپ کی تعظیم نہ کرے تو وہ خوش ہوگا۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ	(ترجمہ) رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	نقل کیا کہ فرمایا رسولِ خدا صلعم نے عباس
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ	کو جب صبح ہو پیر کے دن تو آئیو میرے
اِذَا کَانَ غَدَاۃُ الْاِثْنَیْنِ	پاس اور تیرا بیٹا تو میں دعا کروں تمہارے
فَأْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُکَ حَتّٰی	لئے ایسی دعا کہ اس سے فائدہ کرے خدا
اَدْعُوَ لَکُمْ بِدَعْوَۃٍ	تیرا اور تیرے بیٹے کا پھر صبح کی عباس
یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا وَوَلَدَکَ	نے اور میں نے انکے ساتھ سے اور
فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَہٗ وَ	اوڑھائی پیغمبر خدا صلعم نے ہم دونوں
اَلْبَسَنَا کِسَاءَہٗ ثُمَّ قَالَ	کو ایک چادر اپنی پھر دعا کی کہ اے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَ	اللہ بخش دے عباس کو اور اسکے
وَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّ	بیٹے کو بخشش ظاہری اور باطنی کہ نہ
بَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا	چھوڑے کسی گناہ کو اور بچائے رکھ
اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ وَاجْعَلِ	اسکو اس کی اولاد میں اور کر دے
الْخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ۔	خلافت باقی اسکے پیچھے ؎
اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ	(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر نے
بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ مَوْلٰی	نقل کیا کہ زید بن حارثہ پیغمبر خدا کے چھوکرے کو
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا	ہم پکارتے تھے زید بن محمد کہکر جبتک اتری
نَدْعُوْہُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ	آیت قرآن میں کہ پکارو بنائے ہوئے بیٹوں کو
الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَائِھِمْ۔	انکے باپوں کی طرف نسبت کر کے ؎

ف زید ایک شخص تھے کہ حضرت نے ان کو بیٹا کیا تھا تو سب اصحاب ان کو محمد صلعم کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جس کا بیٹا ہو اسی کا بیٹا کہو اور جس نے بیٹا بنایا ہو اس کا بیٹا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ صحابہ نے زید بن محمد کہنا موقوف کیا اور زید بن حارث کہنے لگے اس سے معلوم ہوا کہ سب صحابہ زید کو اہل بیت میں شمار کرتے تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ
قَالَتْ اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	نے نقل کیا کہ ارادہ کیا نبی صلعم نے
وَسَلَّمَ اَنْ یُّنَحِّیَ مُخَاطَ اُسَامَۃَ	کہ خود پاک کریں لعابِ بینی اسامہ
قَالَتْ عَائِشَۃُ دَعْنِیْ حَتّٰی	کی ناک سے عرض کیا عائشہ نے کہ
اَنَا الَّذِیْ اَفْعَلُ قَالَ یَا عَائِشَۃُ	چھوڑو مجھ کو کہ میں کروں فرمایا کہ اے
اَحِبِّیْہِ فَاِنِّیْ اُحِبُّہٗ۔	عائشہ محبت رکھ اس سے کہ میں
———	محبت رکھتا ہوں اس سے۔

ف زید حضرت کے متبنٰی بیٹے تھے۔ یہ اسامہ سوان کے لڑکے کا ذکر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اُسَامَۃَ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ اسامہ
قَالَ اِنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِیًّا	نے نقل کیا کہ عباس اور علی گئے پیغمبر
دَخَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی	خدا صلعم کے پاس تو کہا کہ ہم آئے
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَا یَا	رسول خدا آپکے پاس پوچھتے ہیں کہ
رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْنَاكَ نَسْئَلُكَ	کون مرد تھا تمہارے گھر والوں میں
اَیُّ اَھْلِكَ اَحَبُّ اِلَیْكَ	سے تم کو دوست زیادہ ہے۔ فرمایا
قَالَ اَحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ	مجھ کو زیادہ دوست اپنے گھر والوں
اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتُ	میں سے وہ ہے کہ اس پر اللہ نے

عَلَيْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔	فضل کیا اور میں نے احسان کیا ابن پر اسامہ زید کا بیٹا پوچھا اس کے بعد فرمایا پھر علی ابی طالب کا بیٹا ۔

ف یہ انیس حدیثیں مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھی ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو اسامہ سے کمال محبت تھی ۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ (مشکوٰۃ)	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی صلعم میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ علی نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ افضل سب عورتوں سے اس امت میں عمران کی بیٹی بی بی مریم ہے اور افضل سب عورتوں سے اس امت میں خویلد کی بیٹی خدیجہ ہے ۔

ف بی بی مریم نام ہے عیسٰے پیغمبر علیہ السلام کی ماں کا اور بی بی خدیجہ نام ہے ہمارے پیغمبر صاحب کی زوجہ کا ۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ

اِنَّ جِبْرَئِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ جبرئیل لائے صورت بی بی عائشہ کی

هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	سبز ریشمین کپڑے میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا یہ زوجہ ہے تمہاری دنیا میں اور آخرت میں ۔

ف یعنی بی بی عائشہ کی تصویر حضرت جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس لائے اور کہا کہ یہ بی بی دنیا میں اور بہشت میں دونوں جہان میں آپ کی زوجہ ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا اور بہشت دونوں جہان کے واسطے بی بی عائشہ کو پسند کر کے حضرت کی زوجہ بنایا تھا ۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلْعَمْ اَنْ يَقُوْلَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلْعَمْ فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے تحفہ بھیجنے کا بی بی عائشہ کے دن چاہتے تھے اس سے خوشی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سو بولیں ام سلمہ رسول خدا صلعم سے کہ فرماویں کہ جو چاہے کہ تحفہ بھیجے رسول خدا صلعم کو تو چاہئے کہ تحفہ بھیجے ان کو جہاں کہیں کہ وہ ہوویں تو فرمایا ان کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ ایذا دے مجھ کو عائشہ کے مقدمہ میں اس واسطے کہ وحی مجھ کو نہیں آتی ہے جب میں اور عورت

تُوبُ اِلَی اللّٰہِ اِلَّا عَائِشَۃَ قَالَتْ	ساتھ سویا ہوں سوا عائشہ کے کہا
اَتُوبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اَذَاکَ	انھوں نے میں توبہ مانگتی ہوں خدا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ اِنَّ ھُنَّ	سے تمہاری ایذا سے پھر بلایا بیبیوں
دَعَوْنَ فَاطِمَۃَ فَاَرْسَلْنَ	نے بی بی فاطمہ کو اور بھیجا ان کو پیغمبر خدا
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سو باتیں
فَکَلَّمَتْہُ فَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ اَلَا	کیں انھوں نے اُن سے تو فرمایا کہ اے
تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی	بیٹی کیا تو نہ چاہے جو میں چاہوں کہا
قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ ۔	کیوں نہیں فرمایا تو محبت رکھ اس سے

ف حضرت کا دستور تھا کہ ہر بی بی کے گھر باری باری سے رات کو آرام کرتے تھے اور بی بی عائشہ سے محبت زیادہ رکھتے تھے تو کوئی شخص جو آپ کو تحفہ بھیجتا تو جس بی بی کے گھر آپ رات کو ہوتے تو وہ چیز اسی بی بی کے خرچ میں آتی تو جس شب کو پیغمبر صاحب بی بی عائشہ کے گھر تشریف رکھتے تو اس رات کو لوگ اپنے تحفے بھیجتے تاکہ بی بی عائشہ کے خرچ میں آوے اور حضرت زیادہ خوش ہوں یہ حال دیکھ کر بی بی ام سلمہ نے کہ وہ بھی حضرت کی زوجہ تھیں حضرت سے عرض کیا کہ لوگوں سے فرمادیں کہ جب چاہیں تب تحفہ آپ کو بھیجا کریں کسی ہی بی بی کے گھر آپ ہوں حضرت عائشہ کی باری کی شب کی تخصیص لوگ کیوں کرتے ہیں۔ اس بات سے حضرت صلعم ناخوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم عائشہ پر رشک نہ کرو کہ مجھ کو برا لگتا ہے اور سوا اس کے عائشہ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بھی زیادہ ہے کہ جب میں کسی اور بی بی کے گھر سوتا ہوں تو وحی نہیں آتی مگر عائشہ کے گھر جب ہوتا ہوں تو وحی آتی ہے۔ یہ بات سن کر بیبیوں کو معلوم ہوا حضرت ناخوش ہوگئے تو بی بی فاطمہ کو بلایا کہ جاکر حضرت کو سمجھادیں سو انھوں نے جا کر حضرت کی خدمت میں اس مقدمہ میں کلام کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اے بیٹی جو

بات میں چاہوں وہی بات تجھ کو بھی چاہنا چاہیئے۔ اور میں عائشہ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو بی بی عائشہ سے کمال محبت تھی۔ اور جو کوئی ان سے محبت ایمانی رکھتا تھا وہ حضرت کو اچھا معلوم ہوتا تھا اور جو ان سے محبت کم رکھتا تھا وہ حضرت کو بھی بُرا معلوم ہوتا تھا۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔ (بخاری مسلم)	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب میں بداء الخلق وذکر الانبیاء میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابی موسٰے نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ بزرگی عائشہ کی سب عورتوں پر ہے جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانوں پر۔

ف ثرید ایک طرح کا کھانا ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ اس کو کمال رغبت سے کھاتے ہیں اور سب اقسام کے کھانوں سے افضل جانتے ہیں۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ وَ وَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل البیت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کہ زید بن ارقم نے نقل کیا کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلعم ایک دن ہمارے بیچ میں خطبہ پڑھنے کو پانی پر جس کو کہتے ہیں خم مکہ اور مدینہ کے بیچ میں۔ سو تعریف کی اللہ کی اور ثنا کہی اللہ پر نصیحت کی اور پند دی اور فرمایا کہ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ هُوَ حَبْلُ اللهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي وَفِي رِوَايَةٍ وَعِتْرَتِي وَأَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا وَفِي رِوَايَةٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ

بعد اس کہ یہ ہے کہ خبردار ہو لے لوگو کہ میں تو آدمی ہی ہوں اب آوے گا میرے پاس قاصد میرے رب کا یعنی ملک الموت سو میں کہا مانوں گا یعنی وفات پاؤنگا سو میں چھوڑتا ہوں تم میں دو چیزیں اول ان میں سے کتاب اللہ ہے کہ وہ رسی ہے اللہ کیطرف سے جو اس پہ چلے وہ نیک راہ پر ہے اور جس نے اس کو چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔ اس میں نیک راہ اور نور ہے تو عمل کرو اللہ کی کتاب پر اور مضبوط پکڑو اس کو تو چونپ دلائی اللہ کی کتاب پہ اور رغبت دلائی اس میں پھر فرمایا اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہوں میں تم کو اپنے کو اہل بیت میں یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ کو اپنے اہل بیت میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا عترت میرے گھر والے میرے اور ہرگز جدا نہ ہوں گے عترت اور کتاب جب تک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض کوثر پہ سو لحاظ رکھو کہ کیسا میرے پیچھے تم کروگے ان کے

مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ وَ اَھْلَ بَیْتِیْ

مقدمہ میں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا اے لوگو! میں نے چھوڑیں تم میں دو چیزیں اگر تم اختیار کرو اس کو تو ہرگز گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور میری عترت گھر میرے والے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ اور اہل بیت کا مرتبہ ایک ہی ہے جیسے اس کی تعظیم چاہیے ویسے ہی ان کی تعظیم چاہیئے اور جیسے کلام اللہ سبب ہدایت کا ہے ویسے ہی اہلبیت سبب ہدایت کے ہیں۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ کے طریقے سب اہلبیت پر منتہی ہوتے ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِّنْ نِعَمِہٖ وَ اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ وَ اَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ بِحُبِّیْ۔

(ترمذی)

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب اہلبیت میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ محبت رکھو اللہ سے اسواسطے کہ وہ تم کو کھلاتا ہے اپنی نعمتیں اور محبت رکھو مجھ سے اللہ کی محبت کے سبب اور محبت رکھو میرے اہلبیت سے میری محبت کے سبب؛

ن

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلْعَمْ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مِثْلَ اَھْلِ بَیْتِیْ

(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی ذر نے نقل کیا کہ میں نے سُنا

فِيْكُمْ مِثْلُ سَفِيْنَةِ	پیغمبر خدا صلعم نے کہ فرماتے تھے کہ خبردار
نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا	ہو کہ مثل میرے اہلبیت کے تمہارے بیچ
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ	بیچ میں ایسی ہے جیسے ناؤ حضرت نوح علیہ کی
	کہ جو سوار ہوا اس پر بچا اور جو چھوٹ رہا ہلاک ہوا

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اہلِ بیت سے محبت رکھے اور ان کا طریقہ اور رویہ اختیار کرے اور اہل بیت کے طریق میں داخل ہو وہ کفر اور دوزخ سے نجات پاوے جیسے حضرت نوح ع کی کشتی میں جو لوگ سوار ہوئے تھے وہ طوفان سے بچ گئے اور جو شخص اہلبیت سے پھرے اور مخالفت کرے اور اہلِ بیت کے طریق میں داخل نہ ہو تو وہ ہلاکت میں پڑے جیسے نوح علیہ السلام کے وقت میں جو لوگ کشتی میں نہ سوار ہوئے وہ سب ڈوب گئے اور ایک بیٹا خود نوح کا بھی سوار نہ ہوا تھا وہ بھی ڈوب گیا اور نوح کے اہلبیت میں نہ رہا۔

پھر اب کوئی سید مخالف اہلِ بیت کے رویہ اور طریقہ کو اختیار کرے تو وہ بھی ہلاکت میں پڑے اور اہلِ بیت حقیقی میں شمار نہ ہو۔ پھر اس کے ساتھ جو ہو وہ بھی ہلاک ہو اور جو شخص غیر کہ اہلبیت کے طریق کو اختیار کرے وہ اہلبیت میں شمار ہو اور نجات پاوے جیسے نوح ع کی کشتی میں سوار ہونے والوں نے طوفان سے نجات پائی ۔ جاننا چاہیئے کہ جیسے حضرت نے اہل بیت کو موجب نجات بتلایا ویسے ہی اپنے اصحابوں کو موجب امن بنایا۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ	(ترجمہ) مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے
عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ	نقل کیا کہ میرے باپ ابوموسیٰ نے بیان کیا
صَلْعَمْ اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ	کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تارے امان ہیں

فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَاءَ	آسمان کے تو جب چلا جاؤں میں تو
مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِيْ	آجاوے میرے اصحابوں پر جو وعدہ دیا
مَا يُوْعَدُوْنَ اَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ	ان سے یا میرے یار ہیں امان میری
لِاُمَّتِيْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتَى	امت کے تو جب جاتے رہیں میرے
اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۔	یار تو آوے میری امت پر وہ جو وعدہ
(مسلم)	دیا گیا ان کو ۔

ف اللہ تعالیٰ نے یوں مقرر کیا ہے کہ جب اخیر زمانہ آوے گا تو بدعتیں اور فساد اور لڑائیاں اور بڑے کام رائج ہوں گے ۔ سو حضرت نے فرمایا کہ جب میرے یار نہ رہیں گے تو امت میں یہ باتیں جو اللہ تعالیٰ نے ٹھہرا رکھی ہیں ۔ سو ظاہر ہوں گی اور جب تک میرے اصحاب رہیں گے تب تک یہ فسادات امت میں نہ ہوں گے تو میرے اصحابوں کے سبب سے امت پر امان ہے جیسے میرے سبب سے میرے اصحابوں پر امان ہے اور جب میں نہ ہوں گا تو میرے اصحابوں پر اختلاف پڑے گا تو میرے اصحاب امت کے حق میں موجب امن کا ہے جیسے آسمان کے تارے کہ جب تارے نہ رہیں گے تو آسمان بے نور رہے گا ۔ اور ٹوٹ جاوے گا اور قیامت آجاوے گی ۔

اَخْرَجَ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ	(ترجمہ) شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ انس
اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِيْ	نے فرمایا کہ مثل میرے یاروں کی میری
فِيْ اُمَّتِيْ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ	امت میں ایسی ہے جیسے نمک کھانے
لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ	میں کہ کھانا بے نمک کے درست نہیں ہوتا
اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ	بریدہ نے نقل کیا کہ میں نے اپنے باپ

اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (ترمذی)	سے سنا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جو میرا یار مرے زمین پر زندہ ہوگا یعنی قیامت کو اٹھے جاتا ہوگا لوگوں کو بہشت کیطرف اور وہ نور ہوگا واسطے لوگوں کے قیامت کے دن حضرت کے اصحاب قیامت کے دن بھی نجات کا باعث ہوں گے
اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا مَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ۔	(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ نہ چھوئیگی اس مسلمان کو جسنے مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا اصحابوں کا ایسا بڑا مرتبہ ہے کہ ان کی صورت دیکھنے سے مسلمان پر دوزخ کی آنچ حرام ہوتی ہے۔

اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّهُمْ خِیَارُکُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔ (نسائی)	(ترجمہ) نسائی نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تعظیم کرو میری یاروں کی اس واسطے کہ وہ تم سے بہتر ہیں۔ بعد ان کے بہتر وہ لوگ ہیں جو ان سے نزدیک ہیں۔ یعنے تابعین بعد ان کے وہ لوگ ہیں جو ان سے نزدیک ہیں یعنی تبع تابعین

ف یعنی حضرت کے وقت سے قیامت تک جتنے لوگ پیدا ہوئے اور ہونے ہیں

اور ہوں گے سب سے بہتر حضرت کے اصحاب تھے کہ وہ اصحاب سنہ ھ تک تھے بعد ان کے مرتبہ تابعین کا ہے جو اصحابوں کے بعد ہوئے تھے سنہ ھ تک باقی تھے تو ساری امت سے زیادہ بزرگی تبع تابعین کی کرنی چاہیئے اور ان سے زیادہ تابعین کی بزرگی کیجئے اور ان سے بھی زیادہ حضرت کے اصحابوں کی کہ وہ سب سے بہتر تھے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلْعَمْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ (بخاری مسلم)

(ترجمہ) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ برا نہ کہو میرے اصحابوں کو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص تم میں خرچ کرے احد پہاڑ برابر سونا تو نہ پہنچے ان کے ایک مد کے ثواب کو اور نہ اس کی ادھیائی کے برابر۔"

ف مد ایک برتن ہوتا ہے غلہ ماپنے کا کہ اس میں شاید بقدر وزن ایک سیر کے غلہ سماوے سو فرمایا کہ اگر کوئی احد پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ میں خیرات کرے تو اس کو اس قدر ثواب نہ ہوگا جس قدر میرے اصحاب کو ایک مد یا آدھا مد برابر اناج خیرات کرنے میں ثواب ہوگا پھر جب خدا کے نزدیک اصحابوں کا ایسا بڑا مرتبہ ٹھہرا کہ ان کو ذرا سے نیک کام میں اور کے پہاڑ کے برابر سونا خرچنے کے ثواب سے زیادہ ثواب ہے۔ اور انھوں نے بڑے بڑے نیک کام کئے ہیں تو ان کو ہرگز برا نہ کہنا چاہیئے کہ تم لوگ ان سے بہرصورت کم ہی ہو اور وہ ہر طرح تم سے افضل ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(ترجمہ) ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ ابن مغفل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا

اللّٰہِ صلّعم اَنّہٗ اَللّٰہُ فِی	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ
اَصْحَابِیْ اَللّٰہ اَللّٰہ فِیْ اَصْحَابِیْ	سے ڈرو ، اللہ سے ڈرو میرے یاروں
لَا تَتَّخِذُوْ ھُمْ غَرَضًا مِّنْ	کے مقدمہ میں اللہ سے ڈرو میرے
بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ	یاروں کے مقدمہ میں نہ ٹھہراؤ ان کو
فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ	نشانہ بعد میرے تو جس نے دوست
اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ	رکھا ان کو تو میری محبت سے دوست
فَقَدْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَے	رکھا ان کو اور جس نے بغض کیا
اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِكُ	ان سے تو میرے بغض سے بغض
اَنْ یَّاْخُذَہٗ	رکھا ان سے اور جس نے ایذا دی
	ان کو تو اس نے ایذا دی مجھ کو اور
	جس نے ایذا دی مجھ کو تو گویا اس
ترمذی	نے دی اللہ کو اور جس نے ایذا
	دی اللہ کو قریب ہے کہ اللہ گرفتار
	کرے اس کو ۔

ف حضرت نے اس جگہ دوبار امت کو تاکید کی اور چھ مرتبہ فرمایا کہ لوگو میرے اصحابوں کے مقدمہ میں کوئی بات طعن اور طنز کی ان کے حق میں تمہاری زبان سے نہ نکلے اور ایسا نہ کیجیو کہ تم میرے بعد میرے یاروں کو نشانہ بناؤ اور ان پر بولیاں مارو اور طعن ان کی طرف متوجہ کرو بلکہ ان سے محبت رکھو اس واسطے کہ وہ میرے یار ہم صحبت ہمنشیں ہیں ۔ میرا لحاظ کر کے اُن سے محبت اور دوستی رکھو اس قاعدہ مشہور ہے کہ اپنے دوست کا دوست اپنا بھی دوست ہوتا ہے سو میرے اصحاب میرے دوست ہیں تو جس نے ان کو دوست رکھا تو ان کو میری ہی محبت

کے سبب دوست رکھا۔ اور اپنے دوست کا دشمن بھی اپنا دشمن ہوتا ہے اور میرے اصحاب میرے دوست ہیں تو جو شخص ان سے بغض اور دشمنی رکھے تو وہ شخص مجھ سے دشمنی رکھتا ہے اور جس نے میرے اصحابوں کو ایذا دی اس نے گویا مجھی کو ایذا دی۔ اس واسطے کہ وہ پیغمبر کے یار ہیں۔ اور جس نے مجھ کو ایذا دی گویا اللہ ہی کو ایذا دی۔ اس لئے کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور جو شخص اللہ کو ایذا پہنچاوے وہ اگرچہ دنیا میں چند روز چھوٹا ہوا کافروں کی طرح آرام سے رہے مگر آخر کو اللہ تعالےٰ اس کو گرفتار کرے گا اور سزا دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانا یہی ہے کہ اس کے حکم کے خلاف کرے اور اس کے محبوبوں کو ایذا پہنچاوے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اصحابوں سے محبت رکھے اس کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہے۔ اور جو شخص اصحابوں سے بغض رکھے وہ حقیقت میں پیغمبر صاحب سے بغض رکھتا ہے، اگرچہ زبان سے نہ کہے سو اللہ کے غضب میں گرفتار ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت کے بعد امت کے بعض ناداںوں نے حضرت کی حدیث پر عمل نہ کیا اور حضرت کے اصحابوں کو نشانہ ٹھہرالیا۔ اور ان پر لعن طعن کر کے اپنی عاقبت تباہ کی اور لعنت کا فوارہ بنے خدا ان کو ہدایت کرے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب الصحابہ
اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ	میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ رسول خدا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ	تم جب دیکھو ان لوگوں کو جو بُرا

أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ — کہتے ہیں میرے اصحاب کو تو کہو کہ لعنت
اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ۔ — خدا کی ان بُرا کہنے والوں کی بدی پر۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کے اصحابوں کو کسی طرح برا کہنا اور ان کی کسی بات پر اعتراض کرنا درست نہیں اور جو کوئی ان کو بُرا کہے اس کے بُرا کہنے پر لعنت اور خدا کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے۔ اگرچہ ان اصحابوں سے ایسا کام ہوا کہ اگر وہی کام اور کسی سے ہو تو اس کو بُرا کہیں مگر ان کو بُرا کہنا درست نہیں ہے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود گیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ان کا گناہ وہ کام کرتا تھا کہ اور کی عبادت وہ کام نہیں کرتی۔ پیغمبروں کے معجزے کافروں کو جادو معلوم ہوتے تھے اور ایمان داروں کا یقین بڑھتا تھا۔ اصحابوں کا اختلاف امت کے حق میں رحمت ہے جیسے شریعت کے مسائل جزئی کا اختلاف اور امت کے عام لوگوں کا اختلاف ضلالت ہے۔

أَخْرَجَ رَزِيْنٌ عَنْ عُمَرَ — (ترجمہ) رزین نے نقل کیا کہ میں
بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ — نے سُنا پیغمبر خدا صلے اللہ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ — کہ میں نے پوچھا اپنے رب سے
اِخْتِلَافَ أَصْحَابِيْ مِنْ — کے اختلاف کا حال اپنے بعد تو
بَعْدِيْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ — وحی بھیجی اللہ نے مجھ پر کہ اے
يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ — محمدؐ تیرے اصحاب میرے نزدیک
عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ — ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے
فِي السَّمَآءِ بَعْضُهَا أَقْوٰى — بعضا خوب بعضے سے اور ہر ایک

مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ	ہیں روشنی ہے تو جس نے اختیار
فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا	کیا کچھ بھی اس رویہ کو جس پر وہ
هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ	اصحاب ہیں ان کے طرح طرح کے
فَهُوَ عِنْدِي عَلٰى هُدًى	رویوں میں سے تو وہی میرے نزدیک
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم	نیک راہ ہے۔ نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر
اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ	خدا نے اصحاب میرے ایسے ہیں
فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ	جیسے چمکتے تارے سوان میں سے
اِهْتَدَيْتُمْ۔	جس کے رویہ پر چلوگے نیک راہ پاؤ گے۔

ف یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ کے باب مناقب صحابہ میں لکھی ہیں کہ حضرت کے اصحاب لاکھ سے زیادہ تھے۔ بعضے کے مزاج میں نرمی زیادہ بعضے کو غصہ، کسی کو قرآن پڑھنے کا شوق بہت کسی کو رونے کا کسی کو جہاد کا فکر دوسرے کو گوشہ نشینی کی فکر کوئی نصیحت اور وعظ اور احتساب میں مشغول کسی کا سکوت اور خاموشی معمول کسی کو مسائل بہت یاد کسی کو کم۔ کسی کا گھر روم میں کسی کا شام میں کوئی مکہ کوئی مدینہ کا۔ سو حضرت نے یہ حال دیکھ کر خیال کیا کہ میرے یہ سب لوگ جب متفرق ہوں گے تو امت میں اختلاف پڑے گا تو امت کے لوگ کس کس رویہ کو اختیار کریں گے۔ سو حضرت نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ الٰہی میرے بعد صحابہ میں اختلاف ہوگا یا نہ ہوگا؟ اور اگر اختلاف ہوگا تو کیا ہوگا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر تیرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے کہ نورانی اور روشن چمکتے سب ہیں اور جہاز کشتی مسافر سب تاروں کے پیچھے چل کر منزل مقصود کو پہنچتے ہیں اگرچہ کوئی تارا بڑا ہے کوئی چھوٹا، اور ایک دوسرے سے اچھا مگر جس کی طرف کی سمت

باندھے وہی تارا اس کی راہ بتانے کو کافی ہے ویسے ہی یہ اصحاب ہیں۔ اگرچہ باہم آپس میں مختلف ہوں لیکن ان میں سے کسی کی راہ کو اور کچھ ہی رویہ کو جو شخص اختیار کرے تو وہی میرے نزدیک نیک راہ ہے تو اس کے بموجب حضرت نے ارشاد کیا کہ میرے یار ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے جس کی راہ اختیار کرو ہدایت پاؤ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود آپس کے اختلاف کے ہر ایک صحابہ کی راہ اللہ کے نزدیک نیک اور سب کا رویہ درست غرضیکہ حضرت کے سب اصحاب خدا کے مقبول تھے۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور ایسے ہی بالکل درگاہ اہلبیت کے برگزیدہ اور حضرت کے پسندیدہ ایماندار آدمی کو سب سے محبت رکھنا چاہیئے اور نہیں تو ایمان نہیں۔ اور جس کو ایمان ہوگا اس کو حضرت سے اور حضرت کے اصحابوں سے اور رشتہ ایمان داروں سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت ہوگی۔

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ۔ (بیہقی)	(ترجمہ) مشکوٰۃ کے باب مناقب قریش میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت رکھو عرب سے تین سبب سے۔ اس واسطے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور بولی بہشتیوں کی عربی ہے۔

ف دستور ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے تو اس کے ملک اور بستی اور شہر کو بھی چاہتا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے بلکہ وہاں کا نام لینے سے اور

اس کے ذکر نے سے خوش ہوتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ: مسلمانو! تم عرب کے ملک کو، اور وہاں کے رہنے والوں کو دوست رکھو اِس واسطے کہ:

مَیں جو تمھارا پیغمبر ہوں سو عربی ہوں

اور: اللہ نے جو کتاب تمھاری ہدایت کے واسطے اتاری ہے — یعنی قرآن سو وہ عربی زبان میں ہے!

اِسمیں ایک فائدہ اور بھی ہے!

کہ، قرآن عربی زبان میں نازل ہوا، اور اس میں عرب کے رسم و دستور کے مطابق خوب بیان ہوئے — اگر آدمی کو عرب سے محبت ہو تو عربی زبان اور عرب کا رویہ اور پوشاک، لباس خوراک، رسم و دستور وہاں کے دریافت کرے تو قرآن کے معنیٰ اور مطلب خوب بوجھے اور سمجھے۔

اور فرمایا:

بہشتی لوگ بھی عربی بولیں گے!

اور بہشت کی خواہش ہر مسلمان کو چاہیئے۔ تو چاہیئے کہ عرب سے دوستی اور محبت رکھے کہ آخر کو بہشت میں بھی اسے عربی سے کام پڑے گا۔

سبحان اللہ! کیا نیک حال اور بڑا درجہ اور مرتبہ ان لوگوں کا ہے — جو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے اور اُنکے

اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اور اہل بیت اطہار سے اور حضرت کے ملک سے دوستی اور محبت رکھیں اور ان کا رویہ اور طریقہ اختیار کریں ؛

اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے سب بھائی مسلمانوں کو یہ محبت نصیب کرے اور اسی محبت کے حال میں موت دے ——— اور

رافضیوں اور خارجیوں اور ناصبیوں کے عقیدوں سے محفوظ رکھے ۔ آمین یارب العالمین

دریافت رہے کہ

اصل محبت وہ ہے کہ جو اللہ اور رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقبول ہو ۔ سو ایسی محبت وُہی ہے کہ ان بزرگوں کے فرمانے کے بموجب عمل کیجئے اور ان کا راہ و رویہ اختیار کیجئے !

——— اس زمانے میں ———

نادان لوگ جانتے ہیں کہ بزرگوں کی قبریں بلند بنانا اور مقبرے بڑے بڑے اٹھانا اور وہاں روشنی اور

عرس میلہ کرنا ، چادریں - ہار - پھول مٹھائی چڑھانا
ان سے منتیں ، مرادیں مانگنا — اُنکے نام کی —
سمنیاں اور توشے اور کونڈے اور پیالے کرنا
بزرگوں کی محبت ہے - سو یہ محبت نہیں ہے
بلکہ ان بزرگوں کے رویہ اور مرضی کے خلاف ہے
کہ اس سے وہ بزرگ ناراض ہوتے ہیں ؛

——————— (ماخوذ از تذکیر الاخوان)

زیارت قبور کا شرعی طریقہ

مؤلف : مولانا محمد حنیف یزدانی   ناشر : مکتبہ نذیریہ — لاہور

سفید کاغذ پر چھپی ہوئی اور سادہ رنگین ٹائیٹل سے آراستہ یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے اہم اور مواد کے لحاظ سے مفید ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو ابتدا میں زیارتِ قبور سے منع فرما دیا تھا - کیونکہ اکثر قوموں میں شرک اِس راستے سے داخل ہوا کہ بزرگوں کی قبوروں سے انھوں نے عقیدتیں شروع کیں - انہیں خوب بنایا سنوارا - اُن کے آگے سجدے کئے مدفون ہستیوں کو حاضر و سامع سمجھا ، ان سے حاجات مانگیں - قبروں کو سجدے کئے - پھر غالیانہ جوشِ عقیدت کے تحت ان بزرگوں کے بُت بھی بنا لئے ۔ اور بعد میں جب حضورؐ کو اندازہ ہوا کہ اب توحید دلوں میں رچ بس گئی ہے اور شرک کی ادنیٰ آلائش بھی اہل ایمان کو اب گوارا نہیں رہی تو آپؐ نے زیارت قبور کی اجازت دے دی اور وضاحت سے یہ اجازت دو مقاصد کے لئے دی ، یہ کہ قبروں کو دیکھنا دنیا سے بے رغبت کرتا ہے اور یہ کہ آخرت کی یاد دلاتا ہے

تیسرا مقصد جو احادیث سے معلوم ہوتا ہے وہ اہل قبور کے لئے مغفرت و درجات کی دعا ہے آسان اور سادہ دین کی یہ آسان اور سادہ بات بعد میں اُلجھتی چلی گئی اور قبور اور مزارات سے متعلق ایک مستقل شریعت وضع ہوتی چلی گئی۔

ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ جب وہ کسی معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو یا اس میں اختلافات و نزاعات دیکھے تو وہ سیدھا سرچشمۂ قرآن وسنت تک پہنچے اور وہاں سے معلوم کرے کہ کس معاملے میں کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے۔ پھر جو حکم ملے سر آنکھوں پر۔ اور قرآن وسنت کے حقائق کو سمجھنے میں کوتاہی رہے تو اُمت محمدیہ کے معتمد علمائے سلف اور فقہائے خلف سے مدد لے۔

پیشِ نظر کتاب میں زیارتِ قبور کے شرعی طریقہ و آداب کے متعلق دورِ صحابہؓ سے لے کر آج تک کے علماء فقہا، مفتیان اور اہل تصوف کے اقوال و فتاوٰی کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ مثلاً عامر بن سعد بن ابی وقاص کی وصیت اپنی قبر کے متعلق، حضرت سیدنا علیؓ کا ایک حکم، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے فتوے، حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد۔ فتاوٰی قاضی خان کا حکم، علامہ شامی کا نقطۂ نظر۔ فتاولٰے سراجیہ کا اقتباس، ہدایہ اور فتح القدیر (شرح ہدایہ) اور عینی (شرح ہدایہ) نیز شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ اور نقایہ کے احکام، قدوری، فتاوٰی عالمگیری، کنز الدقائق، نور الایضاح اور جامع الرموز کے فتوے، علامہ سید صدیق حسن کا زاویہ نگاہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کا فیصلہ امام شافعی امام ملک، امام ابن حجر مکی، امام ابن قیمؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور علامہ سید محمود آلوسی کا حکم۔ شیخ عبد القادر جیلانی کا ارشاد۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خیالات ۔۔۔ وغیرہم ۔۔۔ یہ فہرست اتنی لمبی ہے کہ اسے درج کرنے کے لئے ہمارے پاس جگہ نہیں۔ اس درجے اور مرتبے کے اتنے بزرگ اور ان کی معتمد علیہ کتابیں۔ کتاب جس بات کی توضیح زیارت قبور کی ... کر رہی ہوں تو پھر ہماری خواہشات ... قیود ... لفظوں کے ... کیا حیثیت ...

ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور

دسمبر ۱۹۸۰ء